REGD NO P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۶ تبوک ۱۳۴۱ ہش ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ ۶ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۶

اخبار احمدیہ

نخلہ ۳۱ اگست۔ (بوقت دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ ... ہے کہ کل شام حضور کو اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ رات نیند ٹھیک طرح نہیں آئی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ یکم ستمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ڈلہوزی کرنا گھاٹ میں کچھ دردِ گردہ کی شکایت ہے۔ عام طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا بایاں پاؤں حرکت نہیں کرتا کمزوری بہت ہے۔ نیز پیشاب بار بار آتا ہے احباب ہر دو بزرگان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۳ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال چند روز کے لئے پارٹیشن تشریف لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس لائے۔ آمین۔

قادیان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار جلسہ

پنجاب کے ڈپٹی منسٹر جناب چودھری طیب حسین خاں صاحب کی صدارت میں

اڑھائی تین ہزار کے مجمع میں سیرت طیبہ پر پُر مغز تقاریر

"محلہ احمدیہ کے باہر مقامی جماعت کا یہ پہلا اور کامیاب پبلک جلسہ تھا"

قادیان ۳۱ اگست کل پونے آٹھ بجے شام مقامی طور پر قادیان میں لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک جلسہ زیر صدارت جناب چوہدری طیب حسین خان صاحب ڈپٹی منسٹر صحت و پی ڈبلیو ڈی پنجاب منعقد ہوا۔ یہ پہلا جلسہ تھا جو محلہ احمدیہ سے باہر یہاں کے ڈی۔ بی پرائمری سکول کے غربی جانب ایک وسیع میدان میں منعقد ہوا۔ بجلی اور لاؤڈ سپیکر کے تسلی بخش انتظام کے ساتھ اڑھائی تین ہزار کے مجمع نے بڑے ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ سیرت طیبہ پر پُر مغز تقاریر کو سنا۔

حسبِ اعلان جلسہ کی باقاعدہ کارروائی ٹھیک پونے آٹھ بجے شروع ہوئی جلسہ گاہ میں دریوں کا خاطر خواہ انتظام تھا اور معززین کے لئے ایک سو سے زائد کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ درویشانِ کرام کے علاوہ بڑی تعداد میں ہندو سکھ سامعین توجہ اور دلچسپی کے ساتھ وقت مقررہ سے قبل ہی جلسہ گاہ میں جمع ہو گئے تھے۔ جونہی جناب ڈپٹی منسٹر صاحب جلسہ گاہ میں پہنچے ایک انتظام کے ماتحت نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا۔ قابلِ احترام مہمان کے کرسی صدارت پر تشریف فرما ہو جانے کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے جماعت کی طرف سے مختصر طور پر تعارفی خطاب کیا۔

تعارف

آپ نے جماعت کی طرف سے جناب ڈپٹی منسٹر صاحب کی قادیان میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہا اور بتلایا کہ یوں تو قادیان ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ مگر جماعت کا مرکز ہونے کی وجہ سے بڑی اہمیت حاصل کر چکی ہے۔ اور ساری دنیا میں مشہور ہو کر خدا کے فضل سے بین الاقوامی حیثیت حاصل کر چکی ہے بڑے بڑے لیڈر یہاں آتے ہیں۔ ایک ماہ پہلے پنجاب کے چیف منسٹر شری کیروں اور ہوم منسٹر شری موہن لال ڈپٹی منسٹر تعلیم شریمتی ادم پربھا جین اسی طرح ان سے قبل پنجاب کے گورنر شری گیڈگل اور ہندوستان لیڈر راجا جی... بھی یہاں تشریف لائے تھے۔

آج کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا ربیع الاول کے بابرکت مہینہ میں حضرت مقدس بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ اس خصوصیت کے باعث اس مہینہ میں سیرت طیبہ پر جلسے کئے جاتے ہیں۔ قادیان میں اس جلسہ کے لئے ۲۶ اگست کی تاریخ مقرر کی گئی تھی جسے بعض وجوہات کی بنا پر ملتوی کرنا پڑا۔ ادھر چنڈی گڑھ سے جناب ڈپٹی منسٹر صاحب کی طرف سے اپنے ایک سابقہ وعدہ پر مورخہ ۳۰ اگست کو یہاں تشریف لانے کی اطلاع ملی آپ کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ آپ کی صدارت میں ہی یہ بابرکت جلسہ منعقد کیا جائے چنانچہ اس کے مطابق یہ جلسہ کیا جا رہا ہے۔ مکرم مولوی صاحب نے مجوزہ پروگرام کے مطابق آپ سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمانے کی درخواست کی۔

جلسہ کا آغاز

اور

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر

اس درخواست پر جناب چوہدری طیب حسین خاں صاحب مائیکروفون کے سامنے آئے اور اپنے مختصر افتتاحیہ خطاب میں کہا:۔

مجھے یہاں پہلی بار آنے کا موقع ملا ہے۔ اور یہاں آکر مجھے بہت خوشی ہوئی اور پھر ایسے بابرکت جلسہ میں شمولیت کے ساتھ میری خوشی اور بھی بڑھ گئی ہے (باقی صفحہ پر)

ڈپٹی منسٹر پنجاب جناب چودھری طیب حسین خاں صاحب کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۳۱ اگست۔ مشرقی پنجاب کے محکمہ صحت اور پی ڈبلیو ڈی کے ڈپٹی منسٹر پنجاب چوہدری طیب حسین خاں صاحب جماعت احمدیہ کی دعوت پر کل چنڈی گڑھ سے سیدھے یہاں تشریف لائے اور پونے آٹھ بجے شب جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صدارت فرمائی اور سلسلہ کے معزز مہمان کے طور پر آپ نے رات اسی جگہ قیام فرمایا۔ اور صبح کے وقت مقامات مقدسہ کی زیارت اور احمدیہ شفاخانہ اور سرکاری ہسپتال کے معائنہ کے بعد آپ ۸ بجے حسب پروگرام پٹھانکوٹ تشریف لے گئے۔

گزشتہ ماہ اپریل میں جب قادیان میں جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا تو نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے پنجاب کے دیگر معززین اور سرکردہ لیڈروں کے ساتھ آپ کو بھی اس جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن بوجہ مصروفیت آپ نے اس وقت شرکت جلسہ سے معذرت کرتے ہوئے کسی اور وقت قادیان آنے کا وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد زبانی یاد دہانی پر آپ نے مکرر وعدہ فرمایا۔

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں قادیان میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کے لئے ۲۶ اگست کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ جسے بعض وجوہات کی بنا پر ملتوی کرنا پڑا۔ ادھر آنریبل ڈپٹی منسٹر صاحب موصوف کی طرف سے مورخہ ۳۰ اگست کو قادیان تشریف لانے اور ایک رات اس جگہ قیام فرمانے کی اطلاع موصول ہوئی چنانچہ اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی رات آپ کی صدارت میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جلسہ کا (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

پردے کے متعلق ایک ضروری اعلان

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

بے پردگی کے متعلق ملک میں رجحان بہت بڑھ رہا ہے اور بدقسمتی سے بعض کمزور طبیعت کے احمدی بھی اس رَو میں بہتے جارہے ہیں۔ خاص طور پر کالجوں میں تعلیم پانے والی لڑکیاں اس غیر اسلامی مرض کا زیادہ شکار ہو رہی ہیں۔ اسی طرح بعض احمدی افسر بھی اپنی بیویوں کو بے پردگی کی طرف مائل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور بعض لوگ جن کے دلوں پر ابھی تک اسلام کی تعلیم کا رعب کچھ نہ کچھ باقی ہے وہ اسلامی پردے کی غلط تشریح کرکے بے پردگی کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں۔ غیر از جماعت لوگ تو عموماً ہمارے اثر کے نیچے نہیں اور نہ ہم اُن پر کوئی پابندی لگا سکتے ہیں مگر تین سال ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک زوردار خطبے میں جماعت کو بے پردگی کے رجحان کے خلاف توجہ دلائی تھی اور جماعت کے ذمہ وار لوگوں کو اس بات کا پابند کیا تھا کہ وہ جہاں کہیں بھی کسی احمدی عورت یا لڑکی کو بے پردگی کا مرتکب دیکھیں تو مناسب طور پر اس کے ولی اور خاوند اور بھائیوں کو توجہ دلائیں اور اگر پھر وہ توجہ نہ کریں تو اُن کے خلاف سخت جماعتی ایکشن لیا جائے۔ حضور کا یہ خطبہ الفضل میں بھی چھپ چکا ہے اور علیحدہ ٹریکٹ کی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ حضور کی بیماری کی وجہ سے جماعت نے اس اہم ارشاد کی طرف پوری طرح توجہ نہیں دی اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے میں بہت سستی سے کام لیا ہے جس کے نتیجہ میں بے پردگی کی رَو ملک میں اور نتیجۃً جماعت میں بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ جماعت کے مخلصین کو عموماً اور مقامی امراء اور سیکرٹری صاحبان کو خصوصاً چاہیئے کہ حضور کے اس ارشاد کی طرف خاص توجہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مقام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا یحیی الدین ویقیم الشریعۃ یعنی مسیح موعود دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کے احکام کو قائم کرے گا۔ تو پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ خود جماعت کے بعض افراد پردہ کے معاملہ میں کمزوری دکھا کر جماعت کی بدنامی کا موجب بنیں اور شریعت کو قائم کرنے کی بجائے دوسروں کے بُرے اثرات کے ماتحت آزن بہانوں سے شریعت کے احکام کو ٹالیں۔

میں نے اب اس معاملے میں ناظر صاحب امور عامہ اور ناظر صاحب اعلیٰ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ حضرت صاحب کے خطبے کا مطالعہ کرکے اُسے جماعت میں مضبوطی کے ساتھ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اور جو لوگ باوجود سمجھانے کے نہ مانیں اُن کے خلاف اوّلاً مقامی طور پر مناسب ایکشن لیں اور پھر مرکز میں مناسب کارروائی کیلئے رپورٹ کریں۔ اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر میں نے نظارت امور عامہ اور نظارت علیا کو یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ مرکز کی طرف سے ایکشن لینے کے لئے معاملہ صرف نظارت امور عامہ پر نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے جس کے ممبر:

(۱) ناظر صاحب اعلیٰ اور

(۲) ناظر صاحب دعوت و تبلیغ اور

(۳) ناظر صاحب امور عامہ ہوں۔

یہ کمیٹی ہر رپورٹ پر حالات کا جائزہ لینے کے بعد حضور کے ارشاد کی روشنی میں مناسب ایکشن لینے کا فیصلہ کیا کرے۔

مگر موجودہ حالات میں جماعت کی عالمگیر وسعت کے پیش نظر میں نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ فی الحال اس قسم کا ایکشن صرف پاکستانی اور ہندوستانی احمدیوں تک محدود رکھا جائے۔

امید ہے کہ ضلع وار امراء اور مقامی سیکرٹریان اور مقامی اصحاب اس معاملہ میں تعاون کرکے جماعت میں نیکی کی ترقی دینے اور نیک نامی کا دروازہ کھولنے میں مدد دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد

صدر نگران بورڈ ربوہ ۱۹/۱۱/۶۰

اسلامی پردہ اور اس کی حکمت

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں، سیر کریں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ اُن ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

خطبہ جمعہ

ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہو کہ احمدیت کے نور سے تم نے کیا فائدہ اُٹھایا

سچائی کی اہمیت کو سمجھو اور کسی موقعہ پر بھی اس سے منحرف نہ ہو

(از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۵۰ء بمقام ناصر آباد (سندھ))

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ ہر جماعت اپنے ساتھ کچھ خصوصیتیں رکھتی ہے۔ جب تک وہ خصوصیتیں اس جماعت کے لوگ اپنے اندر پیدا نہ کریں وہ اپنے مقصد میں کامیاب . . . . نہیں ہو سکتے جہاں تک

دلیل اور عقل کا سوال

ہے وہ ضرور ایسا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ساری عقل کی باتیں موجود ہیں۔ اور قرآن کریم میں ساری دلیلیں موجود ہیں لیکن باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں ساری عقل کی باتیں موجود ہیں اور باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں ساری دلیلیں موجود ہیں پھر بھی قرآن کریم کو دنیا کے اکثر لوگ نہیں مانتے۔ عیسائیوں اور یہودیوں اور بدھوں اور ہندوؤں اور دوسرے غیر مذاہب کے لوگوں کو اگر اکٹھا کیا جائے تو وہ مسلمانوں کی تعداد سے کئی گنے زیادہ ہیں حالانکہ اگر یہودی کتب یا عیسائی کتب یا ہندوؤں کی کتب یا زرتشتی کتب یا کنفیوشس کی کتب یا بدھوں کی کتب کو جمع کیا جائے اور ان کی معقولیت کو دیکھا جائے تو ان میں معقولیت بہت ہی کم رہ گئی ہے اور دلیل کا حصہ تو ان میں سے ہی نہیں۔ لیکن لوگ ان بے دلیل باتوں کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ان غیر معقول باتوں کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور قرآن کریم کی معقول اور بادلیل باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں

خالی دلیل اور معقولیت

کام نہیں دیتی بلکہ ان کے ساتھ کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک شخص ہمارے پاس آتا ہے اس نے لنگوٹی باندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے سر پر پھٹی پرانی پگڑی ہوتی ہے اس کے شملہ میں بیسیوں سوراخ ہوتے ہیں۔ چہرہ اس کے سر پر جو پگڑی کا حصہ بندھا ہوا ہوتا ہے اس میں بھی کئی جگہ سوراخ نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ . . . ہم سے ملاقات کرتا ہے۔ اسے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کیمیا ایک یقینی مسئلہ ہے اور وہ سونا بنا یا جا سکتا ہے۔ کچھ بے وقوف تو اسے ایسے مزور مل جائیں گے۔ جو نہ اس کی لنگوٹی دیکھیں گے نہ اس کی پھٹی پرانی پگڑی دیکھیں گے اور تھوڑے سونا لا کر اس کے حوالے کر دیں گے کہ اسے کئی گنے کر دیا جائے۔ لیکن اکثر حصہ شخص کا ایسا ہوتا ہے جو ہنس پڑتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر تمہیں کیمیا کا علم آتا ہے تو تم نے لنگوٹی کیوں پہن رکھی ہے۔ تمہارے سر پر پھٹی پرانی پگڑی کیوں ہے ہیں

کیمیا نہیں آتی

لیکن ہم نے تہہ بند پہنا ہوا ہے یا پاجامہ یا سلوار پہنی ہوئی ہے اور ہمارے سر پر تمہاری پگڑی سے کئی درجے بہتر . . . . پگڑی موجود ہے۔ ایسی صورت میں ہم تمہاری دلیلوں کو کیا کریں۔ دلائل پیش کرتے وقت تو وہ لوگ بعض دفعہ ایسی ایسی دلیلیں دیتے ہیں کہ معمولی علم رکھنے والا انسان حیران رہ جاتا ہے۔ انہیں سائنس کے جدید نظریات کا بھی کچھ علم ہوتا ہے وہ اخبارات اور رسالوں وغیرہ کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور جب گفتگو کا موقعہ آئے وہ بڑے زور سے بیان کرتے ہیں کہ جرمن کے فلاں سائنسدان نے سونا بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔ تم پہلے ان باتوں کو سن کر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ سونا نہیں بن سکتا۔ لیکن اب ایک سائنسدان نے سونا بنا کر دکھا دیا ہے۔

پھر وہ اپنی تائید میں ایٹم بم کو پیش کرتے ہیں۔

ایٹم بم کی ساری تھیوری

ہی اس بات پر ہے کہ ایک قسم کے جوہر کو دوسرے جوہر میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اور جب جوہر تبدیل کیا جا سکتا ہے تو تانبا یا چاندی کو سونے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ غرض ان کی دلیلیں بڑی معقول ہوتی ہیں وہ کہتے ہیں تم ہم سے کیا پوچھتے ہو سائنسدانوں سے پوچھو کیا یہ بات دنیا میں ثابت ہو گئی ہے یا نہیں کہ ایک دھات کو دوسری دھات میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اور کیا یہ درست نہیں کہ ایک جرمن سائنسدان نے گورنمنٹ کی لیبارٹریوں میں سونا بنا لیا ہے اور چونکہ یہ باتیں درست ہوتی ہیں اس لئے بہت سے بے وقوف یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ شاید وہ بھی سونا بنانا جانتے ہیں حالانکہ

اصل سوال

یہ نہیں کہ سونا بن سکتا ہے یا نہیں بلکہ ہمارا جس چیز سے واسطہ ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص جو ہمارے سامنے کیمیا گری کا دعویٰ پیش کر رہا ہے وہ خود سونا بنا سکتا ہے یا نہیں آخر وہ جو ہمارے پاس آیا ہے تو ہمارا پروفیسر بن کر نہیں آیا بلکہ ہمیں اپنے علم و فن کا نمونہ دکھانے آیا ہے اور اس کا ثبوت یہی ہو سکتا ہے کہ خود اس کی حالت اچھی ہو مگر اس کا سارا زور اسی بات پر ہوتا ہے کہ سونا بن سکتا ہے اور آخر میں وہ دوسروں کا زیور اُڑا کر اپنے گھر کی طرف چل پڑتا ہے اس کی دلیلیں ویسی ہی ہوتی ہیں جیسے

کہتے ہیں

کہ کوئی شخص کہیں باہر جا رہا تھا کہ راستہ میں زور سے ایک بگولہ اُٹھا جس نے اُسے اُڑا کر باغ میں پھینک دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اس باغ سے نکلا تو اس نے اپنے سر پر انگوروں کا ایک ٹوکرا اُٹھایا ہوا تھا جسے لیکر وہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں اسے باغ کا مالک مل گیا۔ باغ کے مالک نے جو دیکھا کہ وہ انگوروں کا ٹوکرا اپنے سر پر اُٹھائے ہوئے گھر کی طرف جا رہا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ چوری کے انگور ہیں۔ کیونکہ وہاں اور کوئی باغ تھا ہی نہیں اس نے فوراً اُسے روک لیا اور کہا تم میرے باغ سے یہ انگور چرا کر کیوں لے جا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ آپ ناراض نہ ہوں پہلے میری بات سن لیں اور پھر جو چاہیں کہیں۔ اس نے کہا بہت اچھا پہلے اپنی بات سناؤ۔ وہ کہنے لگا بات یہ ہے کہ میں سڑک پر جا رہا تھا کہ ایک بگولہ اُٹھا۔ اور اُس نے مجھے اُڑا کر آپ کے باغ میں پھینک دیا۔ بتائیے اس میں میرا کوئی قصور ہے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ کہنے لگا پھر میں آپ کے باغ میں ہی کھڑا تھا کہ ایک دوسرا بگولہ آیا۔ اور میں پھر اُڑنے لگا۔ ایسی حالت میں لازماً انسان اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے میں نے بھی اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے تو اتفاقاً جہاں میرا سر لگا اور جہاں میرے ہاتھ لگے وہاں

انگوروں کے خوشے

تھے اِدھر ہاتھ مارتا تو اِدھر کے انگور ٹوٹتے اور اُدھر ہاتھ مارتا تو اُدھر کے انگور ٹوٹتے بتائیے کیا اس میں میرا کوئی قصور ہے؟ باغ کے مالک نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ اس نے کہا اب آگے سنئے۔ جب انگور گرے تو اتفاقاً نیچے ایک ٹوکرا پڑا ہوا تھا سارے انگور اس میں اکٹھے ہو گئے اور وہ بھر گیا۔ بتائیے کیا اس میں کیا قصور ہے؟ باغ کے مالک نے کہا یہ تو ساری ٹھیک ہے کہ بگولہ تمہیں اُڑا کر میرے باغ میں پھینک دیا۔ میں نے یہ بھی مان لیا کہ تم نے اپنے بچاؤ کے لئے ہاتھ پاؤں مارے تو انگور گر گئے۔ میں نے یہ بھی مان لیا کہ اس دفعہ نیچے ٹوکرا پڑا تھا جس میں انگور جمع ہوتے گئے۔ مگر تم

مجھے بتاؤ

کہ تمہیں یہ کس نے کہا تھا کہ انگوروں کا ٹوکرا اُٹھا کر گھر کی طرف چل پڑو؟ وہ کہنے لگا یہی بات تو میں بھی سوچتا ہوا آ رہا تھا کہ یہ بات کیا ہوئی کہ انگور بھی ٹوٹ گئے۔ ٹوکرا بھی قائم رہا اور میں اُسے اُٹھا کر اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں یہی سوال ہمارا کیمیا گر سے ہوتا ہے کہ ہمارا تو یہ بحث ہی نہیں کہ سونا بن سکتا ہے یا نہیں سوال یہ ہے کہ تمہیں سونا بنانا آتا ہے یا نہیں؟ مگر تمہارا حال یہ ہے کہ تم نے خود لنگوٹی باندھی ہوئی ہے اور ہمارا زیور ہم سے لیکر جا رہے ہو۔ تو حقیقت یہ ہے کہ کسی کا کوئی دلیل پیش کرنا اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتا۔ جب تک وہ دلیل عملی طور پر اس شخص یا گروہ یا جماعت پر چسپاں نہ ہوتی ہو۔ یہ تو

ہر مذہبی انسان

کہتا ہے کہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا کرتا ہے۔ ہندو بھی یہی کہتے ہیں۔ عیسائی بھی یہی کہتے ہیں۔ زرتشتی بھی یہی کہتے ہیں۔ یہودی بھی یہی کہتے ہیں۔ کنفیوشس کے پیرو بھی یہی کہتے ہیں۔ اور مسلمان بھی یہی کہتے ہیں۔ اب خالی یہ کہہ دینے سے کہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا کرتا ہے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ کہنے والے کا اپنا مذہب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر ہندو یا بدھ سے یہ پوچھا جائے کہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

یا نہیں اور وہ کہہ دے کہ مذہب ہمیشہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مذہب سچا ہے وہ کہے گا کہ یہ تو مانتا ہوں کہ مذہب خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ مگر اس سے یہ کیونکر نتیجہ نکل آیا کہ تمہارا مذہب سچا ہے نرا محض کسی بات کا معقول ہونا یا محض کسی بات کا مدلل ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ

دیکھنے والی بات

یہ ہوتی ہے کہ وہ مدلل اور معقول بات کہنے والے پر بھی چسپاں ہوتی ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک عیسائی ہم سے پوچھتا ہے کہ دین نے تمہیں کیا فائدہ دیا تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا معقول جواب دیں اور بتائیں کہ ہمیں دین پر عمل کرنے سے یہ فوائد پہنچے ہیں۔ دین کا فائدہ لازماً یا تو دنیا سے تعلق رکھتا ہوگا یا روحانیت سے تعلق رکھتا ہوگا۔ اگر کہو کہ دین پر عمل کرنے سے ہم نے دنیا کا فلاں فلاں فائدہ حاصل کیا ہے۔ تو وہ کہے گا کہ تم نے لنگوٹی باندھی ہوئی ہے اور میں اعلیٰ درجہ کا لباس رکھتا ہوں تم کچے مکانوں میں رہتے ہو اور میں مضبوط کوٹھیوں میں رہتا ہوں۔ دشمن کے اس اعتراض سے بچنے کے لئے تم یہ کہا کرتے ہو کہ دین کا فائدہ روحانیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ

روحانیت کیا چیز ہے

اور آیا وہ ہم میں پائی بھی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر کہو کہ دین کے نتیجہ میں جنت ملتی ہے تو وہ کہے گا کہ یہ تو میرا بھی اعتقاد ہے کہ مجھے جنت ملے گی تم یہ بتاؤ کہ تمہیں دین سے حاضر فائدہ کیا حاصل ہوا؟ اگر کہو کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ نمازیں میں بھی پڑھتا ہوں۔ اگر تم کہو کہ ہم روزے رکھتے ہیں تو وہ کہے گا کہ میں بھی روزے رکھتا ہوں اور واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی عبادات تمام مذاہب میں پائی جاتی ہیں۔ ہندوؤں میں بھی ہیں۔ یہودیوں میں بھی ہیں۔ عیسائیوں میں بھی ہیں۔ زرتشتیوں میں بھی ہیں۔ پھر تمہارا کیا حق ہے کہ تم کہو کہ ہماری نماز اچھی ہے اور تمہاری نماز اچھی نہیں اور اگر تم دلیل سے ثابت بھی کر دو کہ ہماری نماز اچھی ہے۔ تو وہ کہے گا کہ اصل چیز تو نتیجہ ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں اس نماز سے حاصل کیا ہوا۔ مثلاً اگر تم ثابت کر دو کہ

زمین کے اندر

فلاں فلاں کیمیکلز پائے جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں شکر پیدا ہو سکتی ہے اور پھر کہو کہ اس سے یہ نتیجہ نکل آیا کہ سرکنڈا میٹھا ہوتا ہے تو گو یہ بات درست ہوگی کہ زمین میں بعض کیمیاوی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ بات بھی درست ہوگی کہ یہ شکر کسی نہ کسی پودے میں جائے گی مگر تم یہ بتاؤ کہ آیا سننے والا سرکنڈے کو چوسے گا یا نہیں کہ کیا وہ فی الواقعہ میٹھا ہے یا پھیکا۔ وہ کہے گا جب میں سرکنڈا چوسے گا تو اس میں اسے کوئی مٹھاس نظر نہیں آئے گی لیکن جب وہ چوسے گا تو اس میں اسے یقینی طور پر مٹھاس محسوس ہوگی مانب جیسا کہ

سائنس کا تعلق

ہے یہ بات درست ہے کہ زمین میں بعض کیمیاوی مادے پائے جاتے ہیں۔ یہ بات بھی صحیح ہوگی کہ جس چیز میں وہ کیمیاوی مادے ملے جائیں وہ میٹھی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ بات غلط ہوگی کہ سرکنڈا میٹھا ہوتا ہے کیونکہ سرکنڈے نے وہ مادہ نہیں چوسا ہے۔ اسی طرح خواہ ہم دلائل کے زور سے یہ ثابت کرتے بیٹھ جائیں کہ اسلام اپنے اندر فلاں فلاں خوبیاں رکھتا ہے پھر بھی یہ سوال قابلِ حل رہ جائے گا کہ اسلام پر عمل کر کے ہم نے کیا پایا؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ مولوی برہان الدین صاحب قادیان آئے۔ مولوی صاحب اہلحدیث کے بڑے لیڈر تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد قوم نے ان کو چھوڑ دیا اور وہ غربت میں زندگی بسر کرنے لگے ان کا طریقہ تصوف کا سا تھا۔ کمائی بھی نہیں کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو قرآن وغیرہ پڑھا دیتے تھے جس پر کسی نے کچھ دے دینا اور کسی نے کچھ بھی نہ دینا۔ لیکن اپنے زمانہ میں وہ اہلحدیث کے لیڈر تھے۔ اور ہزاروں ہزار ان کے متبع تھے۔ بعد میں ان کے ماننے والوں میں ہزاروں احمدی بھی ہوئے۔

اہلحدیث فرقہ

کے لوگوں میں باتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اور روحانیت کم ہوتی ہے۔ وہ دین کے صرف ظاہری حصہ کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور اس کا مغز حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ٹخنوں سے پاجامہ ذرا نیچا ہوا تو اعتراض کر دیا۔ یا ہاتھ سینہ پر نہ باندھے اور آمین نہ کہنے پر جھگڑنے لگ گئے۔ اسی طرح شریعت کے ظاہر پر وہ ضرور عمل کریں گے لیکن روحانیت کا خانہ خالی رہے گا اور قلب کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کریں گے صوفیاء اس کے بالکل الٹ چلتے ہیں وہ قلب قلب کہتے رہتے ہیں اور ظاہر کو بے کار قرار دیتے ہیں حالانکہ جس طرح خالی برتن ایک بے کار چیز ہے اسی طرح وہ دودھ بھی بغیر برتن کے محفوظ نہیں رہ سکتا جس طرح وہ شخص غلطی پر ہے جو خالی برتن کو کافی سمجھتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی غلطی پر ہے۔ جو دودھ کے لئے برتن ضروری نہیں سمجھتا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ

روحانیت ہی اصل چیز ہے

جسمانیت کی طرف کوئی توجہ نہیں رکھنی چاہیئے وہ بھی غلطی پر ہیں۔ اور جو روحانیت سے غافل اور جسمانیت پر ہی زور دیتے چلے جاتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ بہرحال جس قوم سے ان کا تعلق تھا وہ صرف ظاہری باتوں کی طرف توجہ رکھتی تھی۔ جب وہ احمدی ہوئے تو انہوں نے یہ باتیں سننی شروع کیں کہ اسلام پر عمل کرنے سے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ انسان اس کے کلام اور الہام سے حصہ پاتا ہے۔ اس کی محبت اور پیار کے نشانات مشاہدہ کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ احمدی ہوئے وہ بھی یہی باتیں کرتے کہ احمدی ہو کر ہم نے خدا تعالےٰ کا یہ نشان دیکھا ہے۔ ہم نے اس اس طرح اس کے الہامات سے حصہ پایا ہے۔ اور یہ باتیں ان کے لئے بالکل نئی تھیں ایک دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس میں

انہی امور پر گفتگو فرما رہے تھے۔ کہ باتیں سنتے سنتے مولوی برہان الدین صاحب رو پڑے۔ ان کی طبیعت بے تکلف تھی۔ اس لئے جس طرح بچہ چیخیں مارتا ہے وہ بھی بے تحاشا چیخیں مار کر رونے لگ گئے۔ اب ساری مجلس حیران تھی کہ ان کو کیا ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پوچھا کہ مولوی صاحب کیا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سمجھا کہ شاید کسی قریبی عزیز کے مرنے کی انہیں خبر آئی ہے جس کو یہ برداشت نہیں کر سکے۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد ان کے جذبات قابو میں آئے اور وہ کہنے لگے حضور میں یہاں آتا ہوں تو کچھ لوگ سناتے ہیں کہ حضور کی بیعت کے بعد ان پر یہ یہ فضل نازل ہوئے اور اس طرح انہیں

اللہ تعالےٰ کا قرب

حاصل ہوا۔ اس طرح اس کے نشانات کو انہوں نے دیکھا۔ اللہ تعالےٰ کا کلام سنا اور پھر آپ کی مجلس میں آتا ہوں تو آپ بھی بتاتے ہیں کہ جب انسان اللہ تعالےٰ کی محبت میں ترقی کر جاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس سے یوں باتیں کرتا ہے۔ اس طرح اس کی تائید میں اپنے نشانات ظاہر کرتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں نے آپ کی بیعت کی ہوئی ہے ابھی تک میرے اندر کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا وہ ٹھیٹھ پنجابی میں گفتگو کیا کرتے تھے گفتگو کرتے کرتے مولوی صاحب کہنے لگے حضور اتنی مدت میری بیعت پر گزر چکی ہے مگر میں تو دیکھتا ہوں کہ میں پھر بھی

جھڈو دا جھڈو

ہی رہا۔ یعنی میں پھر بھی بے کار وجود ہی رہا۔ اور مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعد میں اُنہوں نے روحانیت میں ترقی کر لی۔ مگر چونکہ اہلحدیث ہونے کی وجہ سے ابتداء میں ان کی زبان محض جسم کی عادی تھی۔ اس لئے کچھ مدت تک احمدیت میں بھی انہوں نے زبان کا چسکا ہی لیا۔ مگر چونکہ دل میں ایمان تھا اس لئے وہ اپنی اس حالت پر گھبرائے۔ اور اُنہوں نے نہایت درد کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ حضور آپ آئے اور آپ کی آمد سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اُٹھایا اور وہ خدا تعالےٰ کے قرب میں بڑھ گئے۔ مگر میں تو دیکھتا ہوں اتنے بڑے انعام کے باوجود پھر بھی جھڈو دا جھڈو ہی رہا۔ اور میرے اندر کوئی تغیر پیدا نہ ہو سکا۔

حقیقت یہ ہے

کہ یہ سوال ایک اہم ترین سوال ہے۔ اور ہمیں ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ احمدیت کے ذریعہ خدا تعالےٰ کا ایک نور تو نازل ہوا مگر ہم نے اس نور سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے۔ مثلاً پانچ سات موٹی موٹی چیزیں ہیں جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ اخلاق کے لئے مثال کے طور پر کام دیتی ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان باتوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں سے ایک چیز جو درحقیقت ایک مومن کا ایک سالٹ ہے۔ وہ

سچائی

ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ اس کی اہمیت کو پوری طرح نہیں سمجھتے بات کہیں گے۔ تو خواہ جہالت سے یا غفلت اور نادانی سے ان کی بات سولہ آنے سچی نہیں ہوتی کچھ نہ کچھ جھوٹ اس بات کو خوبصورت بنانے کے لئے اس میں ضرور ملا دیتے ہیں۔ پس آپ لوگوں کو ہمیشہ اپنی باتوں میں سچائی اختیار کرنی چاہیئے اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں جانا چاہیئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جھوٹ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر میرا کوئی عزیز یا دوست اس کا ارتکاب کر رہا ہو تو ناممکن ہے کہ مجھے اس کا علم نہ ہو۔

جھوٹ بولنے والا

کبھی ایک بات میں جھوٹ نہیں بولتا بلکہ کئی باتوں میں جھوٹ برتتا ہے اور کئی ایسے ہوتے ہیں جن سے انسان یہ اندازہ لگا لیتا ہے کہ اسے جھوٹ کی عادت ہے۔

اگر تمام لوگ یہ عہد کر لیں کہ انہیں جب بھی کسی دوست یا عزیز کا ... جھوٹ معلوم ہو گا تو وہ اسے فوراً چھوڑ دیں گے اور ہماری جماعت کے تمام دوست اس احساس کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور جھوٹ سے ایسی نفرت اختیار کریں کہ انہیں اپنے کسی گہرے دوست کی محبت کی اس کے مقابلہ میں ذرا بھی پرواہ نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ پانچ سات سال کے اندر اندر یہ عیب ہماری جماعت میں سے مٹ سکتا ہے جس طرح ایک کوڑھی کو تندرستوں سے الگ کر دیا جاتا ہے اسی طرح جھوٹے شخص کو فوراً الگ کر دینا چاہیئے اور اس وقت اس کا ساتھ نہیں دینا چاہیئے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اپنی حالت کی اصلاح نہ کرے دوسرے شخص کو

جھوٹ پر دلیری

اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے میرا دوست میرا ساتھ دے گا لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ میں نے جھوٹ بولا تو میرا دوست مجھ سے الگ ہو جائے گا یا وہ مجھے ملامت کرے گا تو وہ یقیناً جھوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

جھوٹ اپنے دوست سے چھپ نہیں سکتا۔ اگر دوسرے کے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کی بجائے اس کو ظاہر کیا جائے اور جھوٹ بولنے والے کے خلاف نفرت اور حقارت کا اظہار کیا جائے تو اس نقص کی خود بخود اصلاح ہو جائے مگر افسوس ہے کہ جھوٹ کی برائی کو سمجھا نہیں جاتا اور بعض دفعہ

پارٹی بازی کے شوق میں

ایسے لوگوں کو پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بنا دیا جاتا ہے جو سچائی کے پورے پابند نہیں ہوتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماتحتوں میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت آ جاتی ہے۔ لارڈ کرزن نے اپنے زمانہ میں ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہندوستانی بڑا جھوٹا ہوتا ہے اب یہ بات واقعہ میں درست تھی مگر لارڈ کرزن کے لئے یہ کہنا جائز نہ تھا کیونکہ ایک انگریز بھی جھوٹ بولتا ہے اور ہندوستانی بھی دونوں اپنے مقصد کے حصول کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر ہندوستانی جھوٹ بولے گا تو بیٹ بھر کے بولے گا اور انگریز بولے گا تو نپا تلا جھوٹ بولے گا بہر حال جب لارڈ کرزن نے یہ بات کہی تو ہندوستانیوں کو طبعی طور پر یہ بات بری لگی۔ چنانچہ اس وقت ایک شاعر نے اس پر ایک رباعی کہی جس کا آخری مصرعہ یہ تھا کہ

جھوٹے ہیں ہم تو آپ ہیں جھوٹوں کے بادشاہ

جھوٹوں کے بادشاہ کے یہ معنے بھی ہو سکتے تھے کہ آپ بڑے جھوٹے ہیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو آپ جھوٹوں کے بادشاہ ہوئے اسی طرح جب کسی ایسے شخص کو

صدر اور سیکرٹری

بنا دیا جاتا ہے جو خود جھوٹ بولنے والا ہو تو وہ کسی دوسرے کا جھوٹ کیوں پکڑے گا بلکہ وہ کسی دوسرے کو جھوٹ بولنے پر پکڑ ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے کسی کو پکڑا تو وہ میرے جھوٹ کو ظاہر کر دے گا یہ ایک بہت بڑا نقص ہے جس کی ہماری جماعت کو اصلاح کرنی چاہیئے اور جماعت کا ادنےٰ سے ادنےٰ عہدہ اور کام بھی کسی ایسے شخص کے سپرد کبھی نہیں کرنا چاہیئے جو غلط بیانی کا ارتکاب کرتا ہو ہمارے پاس جھگڑے آتے ہیں تو بعض دفعہ دونوں فریق کے بیانات میں اتنا تضاد ہوتا ہے کہ حیرت آتی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

دوسروں کے مقابلہ میں

ہماری جماعت میں بہت زیادہ سچ پایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی دوسرا شخص کسی کھیت میں کھڑا ہو اور اس کے سامنے کسی شخص نے دوسرے کو قتل کر دیا ہو تو ہو سکتا ہے کہ عدالت میں آکر وہ کہہ دے کہ میں تو اس کھیت میں گیا ہی نہیں تھا اور اس طرح جھوٹ بول جاتے مگر اتنا کھلا اور صاف جھوٹ میں نے کسی احمدی کو آج تک بولتے نہیں دیکھا وہ سچ کے ماحول میں جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً کسی نے اس کو تھپڑ مارا ہو تو یہ کہہ دے گا کہ اس نے مار مار کر بھرکس نکال دیا۔ اس سے ہم اتنا سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے مار ضرور ہے اگر بھرکس نہیں نکالا تو ایک دو تھپڑ ضرور مارے ہوں گے یا مثلاً کسی شخص نے دوسرے کو روپیہ دیا ہے اور وہ واپس نہیں کرتا اب اگر غیر احمدی اس میں ایک فریق ہو تو وہ کہہ دے گا کہ مجھے کسی نے کوئی روپیہ دیا ہی نہیں اور اس طرح روپیہ لینے سے کلی طور پر انکار کر جائے گا لیکن احمدی جھوٹ بولنے والا بھی اگر ... کرے گا ان کا آپس میں یہ جھگڑا ہو گا کہ ایک کہے گا میں نے اسے بیس روپے واپس کئے تھے اور دوسرا کہے گا اس نے بیس روپے واپس نہیں کئے بلکہ پانچ روپے واپس کئے ہیں یا سمجھوتہ کوئی اور ہوا تھا مگر عمل کسی اور طرح ہوا ہے بہر حال ایک احمدی جھوٹے کے بیانات میں واقعہ کا بیج ضرور نظر آئے گا وہ درخت کی شاخ بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ پتہ بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ پتوں کی دھاریاں بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن وہ بیج کو نہیں چھپاتا۔ اس کے مقابلہ میں ایک غیر احمدی جھوٹ بولنے والے کے بیان میں واقعہ کا بیج بھی نظر نہیں آتا یہ ایک

بہت بڑا فرق

ہے جو ہماری جماعت کے افراد اور دوسرے لوگوں میں پایا جاتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے کہ میں جھوٹ کی ایک شاخ اور ایک پتہ بنانا بھی ناجائز ہے۔ بلکہ پتہ تو الگ رہا وہ باریک باریک تاریں اور دھاریاں جو پتوں میں پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک تار یا ایک دھاری بنانا بھی جائز نہیں اور مومن کا فرض ہے کہ خواہ جان چلی جائے وہ جھوٹ کے قریب نہ جائے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانہ میں ایک شخص کہیں باہر سے مدینہ آیا اور لڑائی میں اس سے ایک آدمی مارا گیا۔ مقدمہ عدالت میں گیا اور اس نے اقرار کیا کہ بات ٹھیک ہے واقعہ میں مجھ سے قتل ہوا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ نفس کے بدلہ میں اسے قتل کیا جائے۔ چونکہ وہ باہر کا آدمی تھا اور مدینہ اپنے کسی کام کے سلسلہ میں آیا ہوا تھا کہ فساد ہو گیا اور اس سے ایک شخص مارا گیا۔ اس لئے جب اس کے قتل کا فیصلہ ہوا تو اس نے کہا میری ایک عرض ہے اور وہ یہ کہ میری قوم مجھ پر بڑا اعتبار کرتی ہے میں یہاں تجارت کے لئے آیا تھا اور مجھے پتہ نہیں تھا کہ مجھ سے یہ واقعہ سرزد ہو جائے گا۔ میرے پاس اپنی قوم کے یتامیٰ اور بیوگان کی بہت سی امانتیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور وہ میں نے زمین میں دبا رکھی ہیں اگر میں نہ رہا تو وہ امانتیں ضائع ہو جائیں گی۔ اور یتامیٰ اور بیوگان کو سخت نقصان پہنچے گا۔ میری درخواست یہ ہے کہ آپ مجھے اتنی اجازت دے دیں کہ میں واپس جا کر امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کر سکوں اس کے بعد میں اپنی سزا کے لئے یہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تمہاری ضمانت کون دے گا۔ تم باہر کے آدمی ہو ہمیں کیا پتہ کہ تم واپس بھی آؤ گے یا نہیں جب تک تم ضمانت نہ دو تمہیں واپس جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس نے کہا میں تو مسافر ہوں اور میری یہاں کوئی واقفیت نہیں آپؓ نے فرمایا کہ ضامن تو بہر حال دینا پڑے گا۔ اس کے بغیر تمہاری واپسی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک صحابیؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرے ضامن ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس صحابیؓ سے پوچھا

کہ کیا آپ ضمانت دیتے ہیں انہوں نے کہا ہاں میں اس کا ضامن ہوں آپ نے اسے چھٹی دے دی اور وہ چلا گیا جب آخری دن آیا جس میں اسے واپس پہنچ جانا چاہیئے تھا تو تمام لوگ اس کا انتظار کرنے لگے جن کا رشتہ دار مارا گیا تھا وہ بھی موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہؓ بھی موجود تھے اور سب اس کا انتظار کر رہے تھے مگر وقت گزرتا گیا اور اس کا کہیں پتہ نہ چلا یہاں تک کہ انتظار کرتے کرتے عصر کا وقت آ گیا۔ لوگ گھبرا اٹھے اور انہوں نے اس صحابیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کو کچھ پتہ ہے کہ وہ کون تھا جس کی آپ نے ضمانت دی ہے انہوں نے کہا میں تو اسے نہیں جانتا وہ کہنے لگے یہ

عجیب بات ہے

اگر آپ اسے جانتے نہیں تھے تو آپ نے اس کی ضمانت کیوں دی تھی انہوں نے کہا میں اسے جانتا تو نہیں مگر میں نے ضمانت اس لئے دی کہ اس نے سارے آدمیوں کو دیکھ کر صرف میری ہی طرف اشارہ کیا تھا اور کہا تھا کہ

یہ میرے ضامن ہیں

جس شخص نے مجھ پر اتنی حسن ظنی کی میں اس کی اس حسن ظنی کو کس طرح ضائع کر سکتا تھا۔ جب اس نے تمام لوگوں پر نظر ڈال کر صرف مجھ ہی کو انتخاب کیا اور میرے متعلق اپنے اس

یقین کا اظہار

کیا کہ میں اس کی ضمانت دے دوں گا تو میں یہ بے حیائی کس طرح کر سکتا تھا کہ اس کی ضمانت نہ دیتا۔ اب صحابہؓ کو اور فکر ہوا کہ وہ نہ آیا تو یہ مخلص صحابیؓ اس کے بدلہ میں مارے جائیں گے۔ اسی فکر میں اور پریشانی کی حالت میں سب لوگ کھڑے تھے کہ جب دھوپ کا رنگ زرد ہو گیا اور سورج غروب ہونے کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ دور سے غبار اڑتا نظر آ رہا ہے سب کی نظریں اسی کی طرف جم گئیں۔ اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں یہ آنے والا کون شخص ہے جب وہ قریب پہنچا تو وہی شخص تھا جس کے

قتل کا فیصلہ

ہو چکا تھا۔ وہ اس تیزی کے ساتھ اپنی سواری کو دوڑاتا ہوا پہنچا کہ جب عین اس مقام پر آیا جہاں اس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ تو اس کا گھوڑا زیادتی کی شدت کی وجہ سے زمین پر گر گیا اب لوگوں کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ عجیب بات ہے اس کا کسی کو علم ہی نہیں تھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ مگر پھر بھی اپنے قتل کے لئے حاضر ہو گیا ہے۔ حالانکہ اگر وہ نہ آتا تب بھی کوئی اسے گرفتار نہیں کر سکتا تھا چونکہ کسی نے اس ...

تیر افگنی کو پتہ نہیں تھا کہ تو کسان کا رہنے والا ہے کیونکہ میرے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ میں اس وقت ذبح اور قتل سے محفوظ رہوں۔ اس نے کہا۔ میں ایسا بے ایمان نہیں ہو سکتا تھا کہ اپنے ضامن کو مروا دیتا اور خود بچ جاتا۔ میں نے ایک اجنبی شخص کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ

میرا ضامن

ہوگا۔ اس پر اس نے بغیر اس کے کہ وہ مجھے جانتا میری ضمانت دیدی۔ حالانکہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ اگر میں وقت پر نہ آیا تو میری جگہ اُسے پھانسی دیدی جائے گی۔ جب اس نے مجھ پر یہ احسان کیا تو میں ایسا کمینہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اپنی جان بچا لیتا اور اس کو قتل کرا دیتا۔ پھر اُس نے کہا۔ مجھے یہاں آنے پر اس لئے دیر ہو گئی کہ امانتیں نکالنے اور اُن کے واپس کرنے میں زیادہ وقت صرف ہو گیا۔ مگر جونہی میں اس کام سے فارغ ہوا۔ میں نے اپنی سواری لی اور اسے اس تیزی کے ساتھ دوڑاتے ہوئے یہاں پہنچا۔ اب میں موجود ہوں جو فیصلہ ہے اس کی تعمیل کی جائے۔ ان دو نوں واقعات کا یعنی اس صحابی رض کا ضمانت کا پیش کرنا اور قاتل کا عین وقت پر حاضر ہو جانا اُن لوگوں پر جن کا آدمی مارا گیا تھا۔ اتنا

گہرا اثر

ہوا۔ کہ اُنہوں نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم اس کا خون معاف کرتے ہیں۔ اور اسلام میں یہ جائز ہے کہ مقتول کے وہ ثار اگر چاہیں تو قاتل کو معاف کر دیں۔ اس صورت میں اُسے قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ بہرحال اس بات کو دیکھو کہ اگر یہ شخص نہ آتا۔ تو ایک صحابی مارا جاتا۔ اور اگر قتل کرنے والا شخص خود نہ آتا۔ تو اس کو کوئی گرفتار نہ کر سکتا تھا مقتول کے رشتہ داروں پر اتنا اثر ہوا کہ اُنہوں نے کہا کہ ہم ایسے شخص کو مروانا دنیا کا نقصان سمجھتے ہیں۔ ہم اپنا خون اسے معاف کرتے ہیں تو دیکھو سچائی طبائع پر کتنا گہرا اثر کرتی ہے اور کس طرح وہ غیر معمولی نتائج پیدا کر دیا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے:

ابتدائی زمانہ کا واقعہ

ہے آپ نے اپنا ایک مضمون اشاعت کے لئے پریس میں بھجوایا اور مسودہ کے ساتھ ہی ایک خط بھی لکھ دیا۔ کہ اس مضمون کو اس اس طرح چھاپا جائے۔ اس زمانہ میں کسی پیکٹ کے اندر خط بھجوانا ڈاکخانہ کے

. . . .

. . . قواعد کے مطابق جرم سمجھا جاتا تھا اور لکھنے والے کو قید کی سزا بھی مل سکتی تھی۔ وہ مضمون جس شخص کو بھجوایا گیا تھا وہ عیسائی تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عناد رکھتا تھا جب اسے مضمون پہنچا اور مضمون کے اندر ہی آپ نے خط لکھا ہوا دیکھا۔ تو اس نے گورنمنٹ کو رپورٹ کی کہ اس اس طرح مجھے پارسل میں خط موصول ہوا ہے اور یہ قواعد کے مطابق جرم ہے۔ گورنمنٹ نے بھی اس کو اتنی اہمیت دی۔ کہ اس نے ایک انگریز بیرسٹر اپنی طرف سے پیروی کرنے کے لئے بھجوایا۔ اور اس نے بڑے زور کے ساتھ یہ معاملہ پیش کیا۔ کہ ایسے شخص کو ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ تاکہ باقی لوگ بھی ڈر کر اس قسم کا جرم کرنا چھوڑ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو وکیل تھے۔ اُنہوں نے آپ سے کہا کہ یہ تو بات ہی کچھ نہیں۔ اس عیسائی نے خود آپ کے پارسل کو کھولا ہے۔ آپ کہدیں کہ میں نے پارسل میں کوئی خط نہیں ڈالا۔ بلکہ علیحدہ خط لکھا تھا۔ جسے اس نے پارسل میں سے نکالا ہوا ظاہر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے

خط ڈالا تھا

اس نے کہا کہ یہ سوال ہی نہیں کہ آپ نے خط ڈالا تھا یا نہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ اس قسم کے بیان سے آپ چھٹتے ہیں لیکن اگر آپ کہدیں کہ میں نے خط نہیں ڈالا تو اس کے پاس اس بات کے ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں کہ اس نے یہ خط پارسل میں سے نکالا ہے۔ اس لئے لازماً عدالت کو آپ کے حق میں فیصلہ کرنا پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ جب میں نے خود پارسل میں خط ڈالا ہے۔ تو میں یہ کیسے کہہ دوں۔ کہ میں نے خط نہیں ڈالا۔ چنانچہ آپ نے یہی بیان دیا کہ ہاں میں نے پارسل کے ساتھ ہی خط لکھ کر ڈال دیا تھا کیونکہ یہ خط اسی مضمون کے ساتھ تعلق رکھتا تھا

سچائی آخر سچائی

ہوتی ہے اور وہ اپنی ذات میں ایسی طاقت رکھتی ہے کہ دوسرے کا دل کانپ جاتا ہے باوجود اس کے کہ سرکاری وکیل انگریز ہی تھا۔ مقدمہ بھی ایک انگریز کے پاس تھا اور مقدمہ کرنے والی گورنمنٹ تھی جب انگریز وکیل پندرہ بیس منٹ بڑے جوش سے تقریر کر لیتا کہ ملزم کو عبرتناک سزا دینی چاہیئے تو مجسٹریٹ اپنا سر ہلا کر کہہ دیتا کہ نہیں نہیں وہ پھر تقریر کرتا اور مجسٹریٹ پھر اپنا سر ہلا کر کہہ دیتا کہ نہیں نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انگریزی تو نہیں جانتے تھے۔ لیکن آپ فرماتے تھے کہ جب وہ نو، نو، نو کہتا تو میں سمجھ جاتا کہ وہ وکیل کی تردید کر رہا ہے۔ آخر اس نے آپ کو

بری کر دیا

اور اپنے فیصلہ میں لکھا کہ یہ شخص اگر انکار کر دیتا اور کہہ دیتا کہ میں نے پارسل میں خط نہیں ڈالا تو میں اسے سزا نہیں دے سکتا تھا مگر باوجود اس کے انکار کرنا اس کے لئے آسان تھا پھر بھی اس نے سچ بولا اور بہادری کے ساتھ کہہ دیا کہ میں نے واقعہ میں پارسل میں خط لکھ کر ڈالا ہے جو شخص اتنی دلیری کے ساتھ

سچ بولنے والا

ہو میں اسے سزا نہیں دے سکتا۔ تو سچائی اپنے اندر ایک بڑا رعب رکھتی ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ

سچائی کی اہمیت

کو سمجھے اور کسی موقعہ پر بھی اس سے انحراف اختیار نہ کرے۔ اگر آپ لوگ سچائی پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ہزاروں ہزار آدمی جو آج ہماری جماعت کی مخالفت کر رہے ہیں وہ آخر آپ کی گواہیوں پر اعتبار کریں گے۔ اور آپ کی عظمت کا اقرار کریں گے۔

(الفضل مورخہ $\frac{۸}{۶۲}$ ۲۹)

شذرات

کہیں یہ خدا کا عذاب نہ ہو؟

عنوان بالا سے ہفت روزہ المنبر لائلپور مجریہ ۳۱ راگست کا شذرہ:۔

۲۷ راگست کی خبر یہ ہے کہ وزیر مواصلات مسٹر عبدالصمد خاں کے انکشاف کے مطابق مشرقی پاکستان میں سیلاب سے قریباً ستر لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں۔ بارہ افراد سیلاب میں بہہ گئے ہیں ۔ اور سینکڑوں مویشی ہلاک ہو گئے ہیں ۔ حکومت نے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کی رقم منظور کی ہے، سیلاب کی صورت حال بدستور نازک ہے اور اس وقت بھی اضلاع میں پانی کی سطح تیزی سے بلند ہو رہا ہے۔

یہ آغاز ہے اس سال کے سیلاب کا اور وہ بھی ایک صوبے میں دوسرے صوبے (مغربی پاکستان) میں سیلاب کی رفتار بتدریج تیز ہو رہی ہے اور نہیں کہا جا سکتا جب یہ اخبار قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا دونوں صوبوں کی حالت بہتر ہو گی یا مزید خراب ۔ یہ کوئی اسی سال کی بات نہیں ۱۹۵۴ء سے اب تک کوئی ہی خوش قسمت سال گزرا ہوگا جب یہ تباہی نہیں آئی ہے اور اس پر کروڑوں روپے زائد خرچ کرنے پڑے ہوں۔

یہ درست ہے سیلاب ہو یا قحط، وبائی امراض ہوں یا زلزلے ان سب کے کچھ نہ کچھ ظاہری اور مادی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس کائنات کا کوئی خدا ہے؟ اگر ہے تو کیا یہ سب کچھ اس کے ارادے اور حکم سے ہوتا ہے یا از خود؟ اگر اس کے حکم سے ہوتا ہے تو کیا وہ اپنے بندوں کو یوں تباہیوں اور پریشانیوں میں مبتلا کر کے خوش ہوتا ہے؟ اگر اس کی بے پایاں رحمت ہمیشہ اپنے بندوں پر رہتی ہے تو یہ کیا ہے کہ ہم تسلسل کے ساتھ کسی نہ کسی سماوی یا ارضی حادثے اور پریشانی کا شکار ہو رہے ہیں ۔ سوچئے کہیں ایسا تو نہیں ہمارا مالک ہم سے ناراض ہو چکا ہے اور وہ ہمیں بار بار ان تکالیف اور پریشانیوں کے ذریعہ متنبہ کرتا ہے کہ تم میری نافرمانی سے باز آجاؤ۔ ظلم سے باز آجاؤ۔ بد دیانتی سے باز آجاؤ بے حیائی سے باز آجاؤ اور ان قوانین کی اطاعت کرو جو تمہاری دنیوی و اخروی فلاح کیلئے میں نے تجویز کئے ہیں ۔ سوچئے! سوچنے کا ایک زاویہ یہ بھی ہے!

بدر:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سوچنے کا ایک زاویہ یہ بھی ہے جس کی طرف معاصر نے اشارہ کیا ۔ مگر اس سے کہیں واضح اور بین صورت کلام الٰہی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" آیۃ کریمہ کے آئینہ میں ذرا سوچئے تو سہی کہ کہیں یہ تسلسل کے ساتھ کسی نہ کسی سماوی یا ارضی حادثے اور پریشانی کا شکار" ہونا اسی کا نتیجہ نہ ہو جو ایک برحق رسول کی بعثت عمل میں آئی مگر بجائے اس کے کہ اس کو ملجا تسلیم کر لیا جاتا اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر اپنی عملی اصلاح کی جاتی اس کے دعویٰ کو محض استہزاء کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ ایک طرف دنیا اپنی بدعملی میں بڑھتی گئی اور دوسری طرف حق و صداقت سے انحراف کیا۔ کاش ایسی صورت میں عذاب الٰہی کو دعوت دینے کی بجائے دنیا اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرتی!!

دعائے مغفرت

میرے والد محترم تاج خان صاحب ولائتی بعمر ۵۰ سال مورخہ ۲۴/۸/۶۲ کو انتقال فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم والد صاحب پرانے احمدیوں میں سے تھے ۔ احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت فردوس میں جگہ عطا فرمادے ۔ آمین۔

خاکسار

غلام مسیح خان سکنہ کیرنگ ۔ اڑیسہ

المسلم مرآة المسلم

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری دفتر بہشتی مقبرہ قادیان

زیادہ جانتے ہیں رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے دنیوی علوم کا ایک حرف بھی کہیں نہ پڑھا تھا۔ جس نے حکما فلاسفہ کی صحبت بھی اختیار نہ کی تھی۔ اور جسے کسی فلسفی کے فلسفہ کا علم نہ تھا۔ لیکن اس کے دل، دماغ اور نطق کے تار براہِ راست خدائے علیم وخبیر کے عرش بریں سے ملے ہوئے تھے جس کا ہر قول وحی خفی و جلی تھا اور جو [illegible] آب کوثر سے دُھلا ہوا اور [illegible] تھا۔

وہ سابقہ اور آئندہ دنیا کا عظیم انسان، وہ خلقتِ خداوندی کا نقطۂ عروج و کمال وہ خالق و صانعِ کائنات کا آئینۂ خدانما۔ اور وہ تاجدارِ انبیاء کرام، ایک فقیرانہ اور عسر کی زندگی اس جہانِ گذران میں گذار کر اور اپنی زبانِ مبارک سے حقائق و معارف اور علمِ لدنی کے گوہر آبدار بکھیر کر اور اپنے پیچھے انمول موتیوں کا نہ ختم ہونے والا گرانبہا ذخیرہ چھوڑ کر محبوبِ ازلی و ابدی کے حضور پہنچ گیا۔

آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حرفِ آخر تھا۔ اور آپ کا ہر قول قولِ فیصل تھا۔ آپ نے مختصر ترین الفاظ میں اتنے اتنے وسیع مضامین بیان فرمائے ہیں جن کی تفسیریں اور تعبیریں لکھتے ہوئے چودہ سو سال سے علمائے اسلام لگے رہے اور آئندہ لگے رہیں گے۔ لیکن ان معانی کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ہر ذی علم اس بحرِ بیکراں میں غوطہ زن ہوتا ہے۔ اور اپنے ذوق اور ظرف اور ہمت کے مطابق آنکھوں کو خیرہ کرنے والے موتی نکال لاتا ہے۔ گویا ایک گہرا اور بے پایاں سمندر ہے جس کی تہ میں آبدار موتیوں کے ذخائر ہیں۔ اور جتنی سعی غواصی کوئی شخص کر پاتا ہے اسی قدر موتی نکال کر وہ اپنے لئے اور بنی نوعِ انسان کے لئے سرمایۂ حیات بنا لیتا ہے۔

دریا کو کوزے میں بند کرنا ایک تمثیلی مبالغہ ہے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یقیناً دریا کو نہیں بلکہ سمندر کو کوزے میں بند کرنے سے تعبیر کی جا سکتی ہے۔ جو اس مضمون کا عنوان ہے۔ یہ ایک مختصر سا قول ہے اتنا مختصر کہ اس سے زیادہ اختصار ممکن نہیں۔ بہت ہی سادے سے تین الفاظ ہیں۔ المسلم مرآة المسلم لیکن ان تین الفاظ کے ذریعہ سے اسلامی جذبۂ اخوت۔ اور طریق اصلاح کو ایسے حکیمانہ انداز میں واضح کیا گیا ہے کہ اگر فرزندانِ اسلام اپنے باہمی روابط و تعلقات میں اسے مشعلِ راہ بنا لیں تو ان کے معاشرہ کے باہمی رشتے اٹوٹ بن سکتے ہیں۔ اور ان کے درمیان جو امور رشتۂ مودت کو توڑنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ان کا ازالہ ہو سکتا ہے اور ہمارے سارے ماحول میں محبت نرمی اور رافت کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔

یہ اپنے الفاظ کے اعتبار سے ایک چھوٹی سی حدیث ہے۔ لیکن معانی اور بطون کے اعتبار سے نہایت جامع ہے۔ اگر اس کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو صرف اس قدر ہوگا۔

مسلمان مسلمان کے لئے آئینہ
ہوتا ہے
یا پھر یہ کہ
ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے
لئے آئینہ ہوتا ہے

لیکن آیئے ہم اس بحر بیکراں میں غواصی کر کے وہ موتی نکالیں جو ہمارے لئے اور ہماری وسیع تر برادری کے لئے سرمایۂ حیات اور امن و سلامتی کی ضمانت ہوں۔

ہر مسلمان ہر دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ کس طرح ہوتا ہے؟ اسے ہر مسلمان کے ذوق اور ظرف پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن یہ قطعی ناممکن ہے کہ اگر مسلمان باہمی روابط میں اسے نمونہ رکھیں تو ان کے درمیان کبھی کوئی خلیج اور خلا پیدا ہو۔

آئینہ کیوں دیکھا جاتا ہے؟ اس کے بہت سے بواعث ہیں۔ اور پھر آئینہ دیکھنے والوں کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دن میں بیسیوں بار آئینہ دیکھتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ہفتوں اور مہینوں آئینے کے سامنے نہیں آتے اور ایک تیسری قسم ایسی ہوتی ہے جو حسبِ ضرورت آئینہ دیکھتی ہے۔ لیکن آئینہ دیکھنے کی ایک وجہ جس کا اطلاق اکثریت پر کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہے کہ آئینہ دیکھنے والے آئینے کے ذریعہ خاموشی سے اپنے چہرے اپنے لباس اور اپنی زیبائش و آرائش کی خامیاں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ نیز ہر انسان کے اندر یہ طبعی خواہش ہوتی ہے کہ اسے داد ملے یا کم از کم اس میں کوئی نقص نہ ہو یہی وجہ ہے کہ اچھے سے اچھا لباس پہن کر بھی بعض لوگ خود کو تنقید یا تعریف و تقریظ کے لئے آئینے کے حضور پیش کرتے ہیں۔

بعض بزعمِ خود خلیق قسم کے لوگ محض اپنے جذبۂ تفاخر کی تسکین کے لئے بار بار آئینہ دیکھتے ہیں اور آئینے کے معدوم منہ میں نطق ڈال کر اپنے لئے تعریفی الفاظ نکلواتے ہیں۔ جو در اصل ان کے نفس کی آواز ہوتی ہے۔ انہیں گویا خود بینی و خود نظری کا خبط ہوتا ہے اور وہ آئینے کے روبرو کئی قسم کی حرکتیں کر کے اور زاویے بدل کر اپنے نفس کی ایک چھوٹی خواہش کو مطمئن کرتے ہیں۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو جو دوسرے مسلمان کا آئینہ قرار دیا ہے وہ معنوی آئینہ ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کبھی دو مسلمان بھائی آمنے سامنے ہوں تو دونوں کو ایک دوسرے میں سے اپنی شکل نظر آ رہی ہو۔ یا یہ کہ ہر مسلمان آئینہ بن کر دوسرے مسلمان کو اس کا حقیقی چہرہ دکھا رہا ہو۔

اب آیئے ہم غور کریں کہ آئینے کا کردار کیا ہوتا ہے اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا آئینہ کیوں قرار دیا گیا ہے۔

یہ ایک مشہور مثل ہے کہ آج تک کوئی ایسا آئینہ ایجاد نہیں ہوا جس نے کسی کو بدصورت قرار دیا ہو۔ آج دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں آئینہ دیکھنے کا رواج موجود ہے۔ کالی اور گوری، زرد اور سرخ اقوام کے ناک نقشوں اور رنگوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور رنگ اور ناک نقشے کے اعتبار سے کچھ قومیں دوسری قوموں کو کمتر اور حقیر بھی جانتی ہیں۔ لیکن یہ حقیقت پھر بھی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ کہ

آج تک کوئی ایسا آئینہ ایجاد نہیں ہوا جس نے کسی کو بدصورت قرار دیا ہو۔

ایک چینی یا جاپانی اپنی چپٹی ناک اور تنگ آنکھوں کو آئینے میں دیکھ کر کبھی ناخوش نہیں ہوا۔ ایک ہندوستانی اپنے سانولے، مٹیالے یا گندم گوں رنگ کو دیکھ کر کبھی رنجیدہ نہیں ہوا۔ ایک حبشی اپنے سیاہ آبنوسی رنگ اور موٹے ہونٹوں کو دیکھ کر کبھی آزردہ نہیں ہوا۔ اور ایک گورا اپنے چٹے بدن کو دیکھ کر کبھی دلگیر نہیں ہوتا۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ پر مطمئن ہوتے ہیں۔ بلکہ حبشی مغربی اقوام کے سفید رنگ کو دیکھ کر نفرت کرتے ہیں۔ اور چینی اور جاپانی ہندوستانیوں کی اونچی لمبی ناک کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔

بہرحال کوئی فرد کسی بھی رنگ اور کسی بھی ناک نقشے کا ہو۔ آئینہ دیکھ کر اپنے آپ پر مطمئن ہوتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ اپنی نوک پلک اور بناؤ سنگھار کے بارہ میں آئینے سے رائے طلب کرتا ہے۔ اور پھر حسبِ توفیق و وسعت اس کی رائے پر عمل کرتا ہے۔

عرصہ گذرا ایک واقعہ مجھے آج تک یاد ہے کہ میں ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ میرے سامنے ہی نمبردار کا مکان تھا۔ اور نمبردار کے رہائش کے احاطے میں ایک معمر نمبردار کا خدمتگذار مصلی[1] رہتا تھا۔ مجھے نمبردار سے کچھ کام تھا۔ جب میں نے درمیانی قد آدم دیوار کے اوپر سے اسے جا کر پکارنا چاہا تو میں نے دیوار پر سے دیکھا مجھے اس مصلی کی بیوی بیٹھی نظر آئی۔ جو پینسٹھ کے سن میں تھی اور رنگ توے کا سا سیاہ تھا۔ اس کے نقش بھی نہایت کریہہ المنظر تھے۔ اس کی پیٹھ میری طرف تھی اور آئینہ اس کے چہرے کے سامنے تھا۔ اور وہ نیچے نیچے دانتوں پر دنداسہ مل رہی تھی۔ نمبردار کو آواز دینے کے لئے میری زبان حرکت میں آنے ہی والی تھی لیکن یہ منظر دیکھ کر میں رک گیا۔ اور خاموشی سے دیکھتا رہا۔ وہ دنداسہ ملتی تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مختلف زاویے بدل کر اپنا چہرہ دیکھتی تھی۔ میں ایسی جگہ پر کھڑا تھا جہاں سے میرا عکس آئینے میں نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن میں اسے بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ میں وہاں اتنی دیر کھڑا دیکھتا رہا کہ میرے پاؤں متورم ہونے لگے۔۔ اور وہ بدستور آئینہ دیکھتی رہی۔ میں نے نہ چاہا کہ نمبردار کو آواز دے کر

---

[1] ہمارے ہاں دیہات میں صفائی کرنے والوں اور گوبر وغیرہ اٹھانے والوں کو مصلی کہتے ہیں۔ جس کا مطلب لفظ مسلی ہی ہے یا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اچھوت اقوام میں سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور لفظ مسلمان کی نسبت سے مسلی کہلائے یا جب وہ مسلمان ہو کر نمازیں پڑھنے لگے تو مصلی کہلانے لگے۔

— [illegible] —

اس کا آئینہ چھڑا دو۔ چنانچہ میں اپنے دل میں یہ کہتا ہوا ہنستا آیا کہ

بڑا حوصلہ مند ہے یہ آئینہ بھی
جو اتنی دیر سے اس کے چہرے
کے اتنا قریب ہے اور پھر
بھی خاموش ہے بلکہ اُسے تسلی
دے رہا ہے!!

بہر حال آئینہ کسی کو بُرا نہیں کہتا اور اپنی زبانِ بے زبانی سے بڑی نرمی کے ساتھ اپنے مقابل کو توجہ دلا دیتا ہے۔ اس طرح کہ اسے بُرا محسوس نہ ہو۔

چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم ہر دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ بن جاؤ۔ اور اُسے بُرا کہنے کی بجائے نہایت نرمی کے ساتھ اسے سمجھا دو۔ اور یوں سمجھا دو کہ اسے بُرا بھی محسوس نہ ہو اور تمہاری بات بھی اس کے دل میں بیٹھ جائے اور جس طرح کوئی شخص آئینے میں اپنے نقائص سے آگاہ ہو کر بھی اگلے روز پھر اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح تمہارا مسلمان بھائی بھی تمہارے توجہ دلانے پر اگلے روز پھر تم سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے خود چل کر تمہارے سامنے آئے۔

آئینے کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی شخص کے بار بار دیکھنے پر بھی اس کے نقائص کو اپنے اندر محفوظ نہیں رکھتا بلکہ جونہی آئینہ دیکھنے والا آئینے کے سامنے سے ہٹتا ہے۔ آئینہ صاف و شفاف ہوتا ہے اور دیکھنے والے کا کوئی نقش اس کے اندر انعکاس پذیر نہیں ہوتا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم آئینہ بن کر اپنے مسلمان بھائی کو اس کے نقائص سے ضرور آگاہ کرو۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ تم اس کے نقائص و عیوب کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لو۔ بلکہ تم اسی کے ہٹتے ہی آئینے کی طرح صاف و شفاف ہو جاؤ۔

پھر آئینے کے اندر ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے بالمقابل کو صرف وہی کچھ دکھاتا ہے جو وہ ہوتا ہے۔ یعنی یہ نہیں ہوتا کہ اگر آئینہ دیکھنے والے کے چہرے پر ایک داغ ہے تو دیکھنے والے کو دو داغ نظر آئیں۔ یعنی آئینہ ان کے نقائص اور خوبیوں کو نہ تو کم کرتا ہے اور نہ زیادہ۔ بلکہ خوبیوں کا اعتراف کرتا ہے اور نقائص کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تم جب اپنے مسلمان بھائی سے مخاطب ہو تو کبھی مبالغے سے کام نہ لو۔ بلکہ اس کی خوبیوں کا اعتراف کرو اور اس کی خامیوں کی طرف نرمی کے ساتھ اسے توجہ دلا دو۔

پھر بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ پہلے ایک شخص آئینہ دیکھتا ہے۔ اور پھر کوئی دوسرا شخص آئینے کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے لیکن آج تک یہ کبھی نہیں ہوا کہ آئینے نے پہلے شخص کی کوئی خامی دوسرے شخص کے سامنے ظاہر کی ہو۔ بلکہ وہ صرف اسی شخص کو اس کی خامیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ جو اس کے بالمقابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے لطیف پیرایہ میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دوسروں کے عیوب بیان نہ کیا کریں۔ اور اسی کو غیبت کا نام دے کر بیاں تک فرمایا ہے کہ جو مومن غیبت کرتا ہے وہ گویا اپنے حقیقی بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔

آنحضرت صلعم نے مومن کو آئینہ قرار دے کر نہایت حکیمانہ رنگ میں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ تم ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو اپنی صفائی باطن کے اعتبار سے آئینے کا رنگ رکھتے ہوں تاکہ تم ان کے اندر جھانک کر اور ان کی قابل تقلید حرکات و سکنات اور حسنات کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر سکو۔ کیونکہ یہ ایک لمبی اور تجربہ شدہ بات ہے کہ

صحبتِ صالح ترا صالح کند

اور اسی کے ساتھ لطیف اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ تم جب صالحین کی صحبت میں جاؤ تو یہ کوشش کرکے جاؤ کہ تم بھی آئینے کی طرح صاف و شفاف ہو۔ صالحین کی صحبت اختیار کرنے کا اشارہ اس میں یوں ہے کہ کوئی بھی شخص ایسا آئینہ دیکھنا پسند نہیں کرتا جو دھندلا ہو اور جس میں چہرہ صاف نظر نہ آتا ہو۔ پس فرمایا کہ تم صالحین کی صحبت اختیار کرو۔ اور ان کے شفاف آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر اپنے نقائص کو دور کرنے کی کوشش کرو۔

آئینے کے بارے ایک خاص اہتمام یہ کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وجہ سے اس کا پارہ اور پالش اُتر جائے اور وہ دھندلا پڑ جائے اور اس میں سے چہرہ نظر نہ آ رہا ہو تو اُسے آئینہ ساز کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایسے آئینے کو کوئی شخص لوہار، بڑھئی یا موچی کے پاس لے گیا ہو۔ بلکہ اسے آئینہ ساز کے پاس ہی لے جایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گر بتایا ہے کہ اگر تمہارا کوئی بھائی قابل اصلاح ہو تو بجائے اس کے کہ تم غیر مستحق لوگوں کے سامنے اس کی خامیاں بیان کرو۔ تم اسے ایسے لوگوں کے پاس لے جانے کی کوشش کرو۔ جو آئینہ سازی کے ماہر ہوں۔

اس میں ایک بڑا پُرلطف اشارہ ایسے لوگوں کے لئے بھی پایا جاتا ہے جو تنظیم و اصلاح کے ذمہ دار عہدوں پر کام کر رہے ہوں۔ اور وہ یہ کہ جیسے کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

یعنی ہر فنکار کو اپنے فن کے ساتھ ایک محبت اور لگن ہوتی ہے اور وہ اسی لگن میں محو ہو کر اپنی فنکاری کے کمالات دکھاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصلاح و تنظیم کے ذمہ دار لوگوں سے فرماتے ہیں۔ تمہیں شکستگی آئینہ کے ساتھ ایک فنکار کی طرح محبت ہونی چاہیئے۔ اور اپنے فن میں ڈوب کر اور محو ہو کر اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

— دور بادہ —

شذرات

مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کرنے والے

کوثر نیازی کو "دعوت" دہلی کا جواب

پچھلے دنوں لاہور میں مولوی "کوثر نیازی" نے جو مودودی صاحب کے سرگرم حامی ہیں سیرۃ النبیؐ کے جلسہ میں کہا تھا کہ

" جو لوگ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں "

اس کا جو جواب جماعت اسلامی (ہند) کے نقیب معاصر "دعوت" (دہلی) نے اپنے اداریہ میں دیا ہے بلا تبصرہ "صدق جدید" لکھنؤ سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

" ... اگر مختلف زبانوں کے ماہر ایک ہزار علماء بھی ہوں تو وہ صرف افریقہ میں بہت آسانی سے کھپ سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسے علماء ڈھونڈنے سے نہیں ملتے البتہ ایسے علماء کی کمی نہیں جو اپنی جھیپ مٹانے کے لئے کام کرنے والوں میں کیڑے نکالتے ہیں اور فتوے لگا کر ان کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لاہور میں ایک جلسہ میں سیرۃ النبیؐ پر تقریر کرتے ہوئے ایک مولانا نے علماء کو مشورہ دیا ... ایک دوسرا فریق یورپ اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کا کام ضرور انجام دے رہا ہے۔ اس نے بہت سی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے۔ اسکول کھولے۔ جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کیں۔ ہر زبان کے اخبار اور رسالے شائع کئے۔ عیسائیوں اور دہریوں کی کانفرنسوں میں پہونچ کر انہیں اسلام سے روشناس کرایا۔ ریڈیو پر اسلام پر تقریریں کیں۔ عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ ہر زبان میں اسلام پر لٹریچر شائع کیا۔ مگر اس طبقے کے بارے میں انہی مولانا صاحب کا ارشاد ہے کہ " جو لوگ مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں " گویا علماء کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ کچھ نہ کریں مگر کرنے والوں پر فتوے جڑتے رہیں!"

(صدق جدید ۲۴؍اگست ۱۹۶۲ء)

بدر :- اب ذرا اس نوٹ کو معاصر دعوت ہی کے ہمخیال بغور مطالعہ کریں جو حال ہی میں احمدیہ جماعت کی طرف سے اپنے ملک میں مساجد کی تعمیر پر شور مچا رہے ہیں اور اپنے ملک کے پُرامن شہریوں کو بعض قسم کے بنیادی حقوق سے محروم کر دینا چاہتے ہیں اور ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا کی وعید شدید سے خوف زدہ ہو کر ایسی ناپسندیدہ حرکات سے باز نہیں آتے کس قدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ وہ جماعت جو مساجد کی تعمیر میں گویا جماعتی لحاظ سے ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اور آج تک بیسیوں ممالک میں لاکھوں روپوں کے صرفہ سے سینکڑوں مساجد تعمیر کر چکی ہے اور ان کے ذریعہ ہزاروں سعید روحوں کو سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا چکی ہے اُن کی نسبت اپنے ملک والوں اور اسلام کے نام لیواؤں کا یہ حال ہے کہ مساجد کی تعمیر میں روڑے اٹکا رہے ہیں!!

درخواست دعا

ایک شخص نے عدالت دیوانی میں میرے نام کے جعلی دستخط پیش کرکے میرے خلاف ایک جھوٹا دعوےٰ دائر کر دیا ہے۔ لہذا بزرگان درویشان قادیان اور احباب جماعت سے گذارش ہے۔ وہ دعا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ اس ظالم کے شر سے محفوظ رکھے اور باعزت اس مقدمے سے مجھے برخاست کر دے۔

طالب دعا احقر غلام نادر شریف عفی عنہ
نائب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد

درخواست دعا ۔ میری بچی محترمہ امۃ الہادی مستورہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ منہ نا ئیفائڈ و ضعف علیل ہے بزرگان سلسلہ اور درویشان کی خدمت میں عزیزہ کی شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔
خادم سید غلام احمد احمدی سونگڑہ۔

مختلف مقامات میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کامیاب جلسے

چارکوٹ

جماعت احمدیہ چارکوٹ نے سیرت النبی صلعم کے جلسہ کے لئے قبل از وقت مناسب تیاری کی تھی۔ چنانچہ جلسہ کا انعقاد ملحقہ دھیری اربیوٹ کی بنیاث گراؤنڈ میں بتاریخ ۱۵/۸/۶۲ کو قرار پایا۔ اردگرد کے دیہاتوں میں اطلاع دی گئی۔ درالہی، دبنڈ، گھوتی، اربیوٹ، بھبرگی، دھیری، چارکوٹ وغیرہ دعوتیں دی گئیں۔

تاریخ مقررہ پر ٹھیک بارہ بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مکرم میاں فیروز صاحب صدر جماعت چارکوٹ شروع ہوئی۔ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں اکٹھے ہوئے تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی نذر محمد صاحب چنیر پر نے کی۔ آپ نے اعمال صالحہ اور قربانی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے متعلق توجہ دلائی۔

دوسری تقریر مکرم جناب میاں محمد حسین صاحب ڈیل گیٹ نے کی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ طفولیت کے چیدہ چیدہ واقعات سنائے۔

تیسری تقریر مکرم میاں محمد شفیع صاحب سیکرٹری امور عامہ نے کی آپ نے اپنی تقریر آدھ گھنٹہ جاری رکھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور حضور کے کارناموں کے چیدہ چیدہ ایمان افروز واقعات پر روشنی ڈالی۔ چوتھی تقریر خاکسار کی تھی۔ اپنے محسن اعظم کے احسانات اور آنحضرت صلعم کے نقش قدم پر چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا مقام پایا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق، درود شریف کی برکات وغیرہ پر روشنی ڈالی۔ خاکسار کی تقریر سوا گھنٹہ جاری رہی اور دوست دلچسپی سے سنتے رہے۔ درمیان میں مکرم منشی عبدالکریم صاحب نائب امیر نے نعت شریف خوش الحانی سے سنائی۔

آخری تقریر صاحب صدر نے فرمائی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدردیٔ مخلوق کے چیدہ چیدہ واقعات سنائے۔ آخر پر ایک لمبی دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔ خاکسار محمد عبداللہ

ملازاکف۔
خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ علاقہ پونچھ

جماعت احمدیہ شورت و کنی پورہ

دونوں جماعتوں کی طرف سے مشترکہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ شورت میں منعقد کیا گیا۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر احمدی دوست بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ صدارت کے فرائض بابو غلام رسول صاحب نے سرانجام دیئے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی نذیر احمد صاحب ڈار نے خوش الحانی سے نظم پڑھی اس کے بعد مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب شمس نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مدلل تقریر کی اور غلام محمد صاحب بوگاسی نے مقامی حالات کے مطابق جماعت احمدیہ کے اصول پر روشنی ڈالی۔ اور مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ نے سیرت النبی صلعم پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔

آخر پر محترم بابو غلام رسول صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت پر مفصل تقریر فرمائی اور جلسہ کی کارروائی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

عبدالعزیز ڈون سیکرٹری تبلیغ
جماعت احمدیہ شورت۔

بمبئی

مورخہ ۴ ر اگست ۱۹۶۲ء کو المحن بلڈنگ میں جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے جلسہ سیرت النبیؐ منایا گیا۔ چونکہ عام طور پر غیر احمدی اعتراض کرتے ہیں کہ ہم حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام برائے نام لیتے ہیں ہمارے جلسے عام طور پر ۱۲ ربیع الاول کی قید سے آزاد ہوتے ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ بمبئی نے اس مرتبہ ۱۲ ربیع الاول کو ہی جلسہ منانے کا فیصلہ کیا۔ خصوصاً اس صورت میں کہ کئی غیر احمدی تعلیمیافتہ احباب بھی مدعو تھے۔

جلسہ کی صدارت خاکسار نے کی اور بعد نماز عصر جناب ڈی۔ کے سلیمان صاحب کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب بی عبدالحمید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے "وہ پیشوا ہمارا" نظم نہایت ہی خوش الحانی سے سامعین کی خدمت میں پیش کی۔ ان کے بعد اطفال سے میاں داؤد وسیم اللہ نے سیرت النبیؐ پر مختصر تقریر کی۔ اور میاں پرویز خان نے حضور امیر المومنین کی تصنیف "Ideal Prophet" سے "بچوں کی تربیت پر اسلامی اصول" کا اقتباس پڑھ کر سنایا۔ ان کے بعد جناب پی عبدالحمید صاحب نے حضور پر نور نبی کریمؐ کے حالات پر مشتمل تقریر فرمائی۔ بعدہٗ جناب بشیر محمد خان صاحب اور جناب یوسف علی صاحب عرفانی نے سیرت نبویؐ پر مدلل اور سیر حاصل تقریریں فرمائیں جو متعدد تاریخی واقعات اور مفید معلومات سے پُر تھیں۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر احمدی احباب نے سب تقاریر کو بہت پسند کیا کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلعم کی شان میں تمام مسلمانوں سے زیادہ بہتر و برتر طریق پر تعریف کرتی ہے اور جلسہ بعد تقسیم شیرینی و چائے کی تواضع کے ساتھ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

خاکسار
محمد سلیمان صدر جماعت احمدیہ بمبئی۔

جماعت احمدیہ لکھنؤ

مورخہ ۲۴/۸/۶۲ بروز جمعرات جماعت احمدیہ لکھنؤ کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعد نماز عصر مکرم و محترم سیٹھ ظہیر الدین احمد صاحب مرحوم کے مکان پر منعقد ہوا۔

ازاں بعد مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ غزوات کی آیات کی روشنی میں بیان کی۔ اس طرح آپ نے برگزیدہ رسول غزوات میں سقبول کے موضوع پر عمدہ پیرایہ میں اس تقریر کو پورا کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے "اخلاق فاضلہ" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا یہ سراسر غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عدیم المثال اخلاق فاضلہ اوصاف حمیدہ ذات قدسیہ کی مرہون ہے۔ اس کا ثبوت واقعات کی روشنی میں پیش کیا گیا۔

آخر میں بتایا گیا کہ آج بھی مسلمان انہی اخلاق فاضلہ کے ذریعہ دنیا کی توجہ کو اپنی طرف پھیر سکتے ہیں۔ یہ غیر مسلموں کے اعتراض کا عملی جواب ہوگا کہ اسلام کبھی بھی تلوار کا مرہون نہیں ہوا۔

آخر میں صاحب صدر مکرم حاجی محمد عبدالقیوم صاحب نے بھی ایک جامع تقریر فرمائی۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات پر کما حقہ عمل پیرا ہوں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جو زندہ خدا اور زندہ رسول کی شناخت کروائی ہے۔

اس احسان کے بدلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود بھیجیں۔

فہرست حضرات عہدیداران و ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب انڈیا

۱۔ مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل بی۔ اے۔ ناظر اعلیٰ و پریذیڈنٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور
۲۔ " صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ و ناظر تعلیم و تربیت قادیان " "
۳۔ " مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے۔ ناظر امور عامہ و خارجہ " " "
۴۔ " شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے۔ ناظر بیت المال قادیان " "
۵۔ " قریشی عطاء الرحمن صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان " "
۶۔ " ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان " "
۷۔ " سید وزارت حسین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ساکن اورین ضلع مونگیر (بہار)
۸۔ " سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ساکن آشیانہ بلڈنگ رانچی بہار
۹۔ " سیٹھ محمد معین الدین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ساکن چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر آندھرا
۱۰۔ " سیٹھ عبدالحی صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ساکن یادگیر ضلع گلبرگہ (میسور سٹیٹ)
۱۱۔ " مولوی محمد عبداللہ صاحب ایچ۔ اے۔ مشتری ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ خاص ضلع کنانور (کیرالہ سٹیٹ)

فہرست حضرات عہدیداران و ممبران تحریک جدید قادیان پنجاب انڈیا

۱۔ مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل وکیل الاعلیٰ۔ وکیل الدیوان
۲۔ " صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل التبشیر و وکیل التعلیم
۳۔ " مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے۔ وکیل الصنعت
۴۔ " شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے۔ وکیل المال۔
۵۔ " قریشی عطاء الرحمن صاحب ممبر
۶۔ " ملک صلاح الدین صاحب ممبر۔
۷۔ " سید وزارت حسین صاحب (اورین بہار) ممبر
۸۔ " سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی ممبر
۹۔ " سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ دکن ممبر
۱۰۔ " سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیر میسور۔ ممبر
۱۱۔ " مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل مبلغ الابار ممبر۔ (وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان)

قادیان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار جلسہ

(بقیہ صفحہ اول)

یوں تو ایسے جلسوں کی صدارت بزرگ حضرات سے کرائی جاتی ہے لیکن چونکہ مجھے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے مجھے اس سے عدول نہیں ہو سکتی۔ اب حسب پروگرام جلسہ کی کاروائی شروع کی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ کو تلاوت قرآن پاک کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

"تلاوت اور نعت رسول" مکرم حکیم صاحب نے بہ صوت لحن کے آخری رکوع کی ترتیل سے تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کا مشہور کلام "بدرگاہ ذی شان خیر الانام" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس سے قبل محترم صاحب صدر نے غیر مسلم سامعین کو سمجھانے کی خاطر نعت رسول کا مطلب بتایا کہ نعت اس منظوم کلام کو کہتے ہیں۔ جس میں مقدس بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی ہو۔

پہلی تقریر

آج کے مبارک جلسہ کی پہلی تقریر مکرم کلیم اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی تھی۔ جس میں آپ نے بڑے ہی موثر پیرایہ میں ملی جلی ہندی اور اردو زبان میں خصوصیت سے سیرت طیبہ کے اُن درخشندہ پہلوؤں کا تذکرہ کیا۔ جن سے نظام جمہوریت کی بلند شان پر روشنی پڑتی ہے اس سلسلہ میں فاضل مقرر نے ... اسلامی تعلیمات اور حضور کے عملی نمونہ کو تفصیل سے پیش کیا اور بتایا کہ جب بھی دنیا سے قانونی حکومت جاتی رہتی ہے اور لاقانونیت کے باعث دنیا کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر کسی برگزیدہ بندے کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے دنیا کی ایسی ہی ابتر حالت کو سدھارنے کے لئے آپ کی بعثت ہوئی۔ مگر افسوس کہ نوع انسان کے لئے بے حد مفید ہونے کے باوجود آپ کے نظریات کو مکہ والوں نے پسند نہ کیا اور آپ کی شدید مخالفت اور ایذا رسانی پر کمربستہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنا پیارا وطن چھوڑ کر مدینہ میں پناہ لینی پڑی۔ وہاں آپ کی باتوں کو دلچسپی سے سنا گیا۔ ایک خاص جماعت معرض وجود میں آ گئی۔ اور اسلام کو عروج ہوا۔ آپ کے ذریعہ جب پہلی قانونی حکومت کا قیام عمل میں آیا اس کی پہلی دفعہ آیت قرآنی لا اکراہ فی الدین پر ترتیب ہوئی۔ یعنی مذہب کے اندر کوئی زور اور زبردستی نہیں۔ مذہبی معاملہ میں تمام لوگ آزاد ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے طریق پر عبادت کر سکتا ہے۔ اور ایک معزز شہری کی طرح اپنی زندگی گزار سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ نے آیت قرآنی من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کے مضمون پر دوسری دفعہ کی بنیاد رکھی جانی بیان کی۔ یعنی مذہبی خیالات کو ہر شخص کو اپنی پسند پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس شخص کو جو مذہب پسند ہو اپنی خوشی سے اُسے اختیار کر سکتا ہے۔ فاضل مقرر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ دیکھو جب ہمارے ملک نے آزادی حاصل کی اور اپنا دستور تیار کرنے کا موقعہ آیا تو ہندوستان کے سیکولر نظام میں اس سے ملتی جلتی دفعات کو ہی پہلا نمبر دیا گیا۔ اور ہندوستان کے ہر باشندہ کے لئے قانونی طور پر مذہب و عقیدہ کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا۔

فاضل مقرر نے بیان کیا کہ مقدس بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو قانونی حکومت قائم ہوئی اس میں عزت و تکریم کے لئے تقویٰ کو معیار قرار دیا (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) اور بتایا کہ جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے وہی زیادہ مکرم و معزز ہے۔ چنانچہ آپ نے اور آپ کی مقدس جماعت نے دنیا کو اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس سلسلہ میں مکرم مولوی صاحب نے وزیر اعظم پنڈت نہرو کی مشہور کتاب "تلاش ہند" سے مناسب حال حوالے پڑھ کر سنائے۔

تقریر کے اختتام پر آپ نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ آزادی حاصل کرنے کے بعد ہمارے ملک کے لئے جو دستور تیار کیا گیا یا اس کے بعد جو اصلاحات ملک میں جاری کی گئی ہیں وہ اسلامی تعلیمات سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔ چنانچہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو طلاق خلع اور وراثت کے حق دلائے شراب کو حرام قرار دیا وغیرہ اب ہمارے ملک میں بھی اس سے ملتے جلتے قوانین بنائے جا رہے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ایک مسلمان کی خوشی اور مسرت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اور ایسے قوانین پر عمل پیرا ہونے کے لئے وہ اپنے دل میں ایک خاص قسم کی بشاشت محسوس کرتا ہے۔

دوسری تقریر

دوسرے نمبر پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ نے سنسکرت شلوک کے ساتھ اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ آپ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ویاس جی کی پیشگوئی کا تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ اس پیشگوئی میں خصوصیت سے حضور صلعم کے نام نامی کا ذکر آتا ہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح نام کے لحاظ سے محمد یعنی تعریف کے لائق اور مستحق تھے اسی طرح کام کے لحاظ سے بھی آپ اسم بامسمیٰ تھے۔ آپ نے دنیا میں ایک ایسا پُر امن انقلاب پیدا کیا کہ دنیا جو امن اور شانتی کی متلاشی تھی حضور نے اُن رستوں سے آگاہی بخشی جن کے ذریعہ ساری دنیا امن اور سکون حاصل کر سکتی ہے۔

دنیا میں دیر پا امن قائم کرنے کے لئے آپ نے تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت و احترام کرنے کی تعلیم دی اور بتایا کہ صرف میں ہی خدا کا فرستادہ نہیں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے جہاں پرش گذر چکے ہیں۔ اور ایسے برگزیدہ بندوں سے دنیا کا کوئی خطہ بھی خالی نہیں۔ اور دنیا کی کوئی قوم اس نعمت سے محروم نہیں اسلئے یہ سب لوگ عزت و احترام کے لائق ہیں خواہ وہ کسی جگہ اور کسی زمانہ میں ہو گذرے ہیں۔

اس سلسلہ میں فاضل مقرر نے حدیث نبوی اور حضرت مجدد الف ثانی رح کی تشریح کی روشنی میں شری کرشن، رام چندر جی اور حضرت بابا نانک وغیرہم ہندوستانی برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ حضرت محمد رسول اللہ کی تعلیم کے مطابق ہمارے نزدیک سب لوگ بڑے ہی قابل احترام ہیں۔

دوسرے نمبر پر فاضل مقرر نے حضور کی تعلیم اور عملی نمونہ میں سے کیریکٹر کی مضبوطی کو پیش کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے سیرت طیبہ سے بعض دلچسپ واقعات موثر طریق پر بیان کئے اور بتایا کہ آج کی دنیا اخلاقی نقطۂ نظر سے دن بدن کیوں گرتی جا رہی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ دنیا نے اخلاق فاضلہ کو پس پشت ڈال رکھا ہے جیسے شری کرشن جی مہاراج ۵۰۰۰ برس پہلے بزرگوں نے پیش کیا۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ اس وقت مذہب پسند دنیا کو ایک مرکزی نقطہ توحید پر جمع ہو جانا چاہئے۔ جسکے نتیجہ میں باہمی محبت اور حقیقی امن کا قیام ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ نے کہا مذہب بڑی ہی مقدس چیز ہے مگر افسوس کہ مذہب کو خود مذہبی لوگوں نے محض اپنے بے عملی کے ذریعہ بدنام کر دیا۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ مذہب کی بنا ہی پریم اتفاق اور اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ یہی بات کو شاستروں میں بیان کیا گیا ہے۔

صدارتی تقریر

ایک گھنٹہ کی ان پُر مغز تقاریر کے بعد صاحب صدر جناب ڈپٹی منسٹر صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی۔ آغاز میں آپ نے کہا کہ رسول۔ نبی اور اوتار کے معنے قریباً ایک ہی ہیں جو خدا کا پیغام لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ آپ نے کہا جب بھی دنیا میں گمراہی پھیلی خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کیلئے ایسے مقدس وجود بھیجے گئے۔ اسی سرزمین ہند میں شری کرشن جی آئے اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق سرزمین عرب میں آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے عرب کی جو بُری حالت تھی اس کے بارہ میں آپ لوگ ابھی مقررین سے سن چکے ہیں کہ اس وقت بلا قانونیت عام تھی جس کی لاٹھی اس کی بھینس پر عمل ہو رہا تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل و غارت کا میدان گرم ہو جاتا اس حالت میں حضور نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اس انقلاب کا بڑا ذریعہ یہی تھا کہ کہا اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ مگر ہم لوگ جو زبان سے کہتے ہیں کر کے نہیں دکھاتے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ہم میں گراوٹ آتی جا رہی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے غلامی اور آزادی کا مقابلہ کیا اور بتایا کہ دور غلامی میں ہم اپنے آپ کے مالک نہ تھے اور اپنی مرضی کے مطابق کچھ نہ کر سکتے تھے مگر آزادی حاصل ہو جانے کے بعد ہم اپنی بھلائی اور ترقی کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا بعض لوگ مذہب کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مذہب بھی بُری باتوں کی تعلیم نہیں دیتا سب مذاہب نے اچھی باتوں کی تعلیم دی ہے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

آخر میں آپ نے اتحاد اور یکجہتی کے فوائد پر روشنی ڈالی آپ نے کہا کہ ایسے بابرکت موقع پر ہم لوگوں کو باہمی اتفاق اور اتحاد کیساتھ رہنے اور ملک کی ترقی کے لئے کوشش کرنے کا عہد کرنا چاہئے۔

شکریۂ احباب

صدارتی تقریر کے بعد محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے محترم صدر جلسہ اور جملہ سامعین کا شکریہ ادا کیا اور اس بات پر خصوصاً خوشی کا اظہار کیا کہ اپنے محلہ سے باہر جا کر یہ پہلا جلسہ تھا جسے تمام حاضرین نے بڑی دلچسپی اور سکون کے ساتھ سنا اور اُسے کامیاب بنایا۔ آپ نے انتظام جلسہ کے سلسلہ میں خصوصیت سے اپنے ان ہندو اور سکھ دوستوں کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اپنے اپنے رنگ میں تعاون کا اچھا نمونہ دکھاتے ہوئے جلسہ کو کامیاب بنانے ... اس کے ساتھ ہی آپ نے مختلف العقیدہ ...

درخواست دعا۔ [illegible]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے

دو پیغام

۱:- احباب جماعت کے نام:- اضافہ چندہ جات کے لئے

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھنچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

۲:- عہدیداران جماعت کے نام:- بقایاداران اور بے شرح افراد کی اصلاح کے لئے

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اس طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے بڑے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارے میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

احباب جماعت و عہدیداران کرام اپنے امام اپنے پیارے امام کے پیغام کو پڑھ لیں اور اس کے جواب میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

جملہ امراء، صدر صاحبان، مبلغین کرام، سیکرٹریان مال اور احباب جماعت سے اس بارہ میں خاص کوشش و تعاون کی درخواست ہے تاکہ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے میں ہمارا بھی ہاتھ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے زمانہ شناسی اور حضور کے ارشاد پر لبیک کہنے کی عملی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلانات نکاح

۱- مورخہ ۴ راگست ۱۹۶۲ء کو عزیزم فضل الرحمٰن صاحب ابن بابو تاج الدین صاحب اوورسیر سری نگر کشمیر کا نکاح سیدہ امۃ الحی صاحبہ بنت سید محمد شاہ صاحب سیفی ساکن بیج بہارہ کے ساتھ بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر خاکسار نے پڑھایا۔ مورخہ ۱۵ راگست کو برات سرینگر سے بیج بہارہ بذریعہ بس روانہ ہوئی۔ علاوہ مقامی دوستوں اور عہدہ داران جماعت کے محترم جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان جو سلسلہ کے ایک ضروری کام کیلئے سری نگر تشریف لائے ہوئے تھے نے بھی ہماری درخواست پر برات میں شمولیت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیا۔ اسی روز برات شام کو سری نگر واپس آگئی۔

۲- مورخہ ۱۷ راگست ۱۹۶۲ء کو عزیزم فضل احمد صاحب اوورسیر سری نگر کا نکاح تسنیم زہرہ صاحبہ بنت مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب ٹھیکیدار کے ساتھ بعوض مبلغ ساڑھے چھ ہزار (۶۵۰۰) روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھایا۔ ۱۸ راگست کو برات بذریعہ موٹر نشاط باغ سے مذہب باغ گئی۔ جماعت کے دوستوں و عہدہ داران کے علاوہ معززین غیر از جماعت نے بھی شمولیت فرمائی۔ دوسرے روز دعوت ولیمہ کا انتظام فرمایا گیا۔ اور جملہ تقریبات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ہر دو رشتوں کیلئے دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جانبین و سلسلہ کیلئے مبارک کرے اور ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ والسلام

خاکسار حکیم محمد سعید انچارج گورنمنٹ ڈسپنسری رفعتی مبلغ سلسلہ احمدیہ

صدر صاحبان اور سیکرٹریان امور عامہ جماعتہائے بھارت توجہ فرمائیں

جماعت کے اکثر احباب کو اس وقت اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتہ کے طے کرنے اور کرانے میں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ نظارت ہذا کی طرف سے صدر صاحبان سیکرٹریان امور عامہ اور مبلغین حضرات کو بار بار توجہ دلانے اور قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف طلب کرتے چلے آنے کے باوجود ابھی تک معین طور پر یہ اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکا کہ یہ مشکلات کس قدر اہمیت کی حامل ہیں اور ان پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک تمام متعلقہ احباب اپنی ذمہ داریوں کا صحیح رنگ میں احساس کرتے ہوئے اس بارہ میں نظارت ہذا کے ساتھ کما حقہ تعاون نہ فرمائیں اس وقت تک ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا جانا ممکن نظر نہیں آتا۔

اسلئے صدر صاحبان اور سیکرٹریان امور عامہ اور مبلغین کرام سے التماس ہے کہ وہ اس بارہ میں تساہل سے کام نہ لیں اور اپنی جماعتوں اور حلقہ جات کے تمام قابل شادی اناث و ذکور (خواہ بیوہ ہوں یا دوسری شادی کے خواہشمند دوست ہی کیوں نہ ہوں) اور جن کی شادیاں مقامی جماعت اپنے رشتہ داروں اور علاقہ میں طے نہ کر سکتی ہوں کے کوائف مرتب کر کے مرکز میں بھجوائیں تا ان رشتوں کے انتظام کے لئے مرکز کی طور پر مناسب قدم اٹھایا جا سکے۔

(۲) اسی طرح اکثر سیکرٹریان امور عامہ کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ کارگذاری کی رپورٹیں بھی موصول نہیں ہو رہیں جن کے موصول نہ ہونے کی وجہ سے مرکز کو مقامی جماعت کے حالات و مشکلات کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے منتخب شدہ سیکرٹریان امور عامہ اور اگر کوئی دوست مقامی طور پر اس عہدہ کے لئے باضابطہ چنا نہ گیا ہو تو صدر صاحبان باقاعدگی کے ساتھ امور عامہ سے متعلقہ امور کے متعلق ہر ماہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے کا اہتمام کریں ممنون ہونگا۔

خاکسار ناظر امور عامہ قادیان

پٹھانہ نیر میں ایک جلسہ

مورخہ ۲۲ کو مقامی جماعت کی طرف سے ایک جلسہ زیر اہتمام مولوی محمد ابراہیم صاحب منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر حضرات علماء احناف کو بھی دعوت شرکت دی گئی۔ مگر افسوس نہ صرف یہ کہ علماء حضرات خود ہی تشریف نہ لائے بلکہ دیگر عوام کو بھی شرکت سے مانع ہوئے۔ بایں ہمہ مقامی سکول ماسٹر چوہدری محمد شریف خاں صاحب شمی جو نیک دل اور اچھے آدمی ہیں سکول کے طلباء اور دیگر متعلقین سمیت تشریف لائے۔ اس طرح جلسہ کی حاضری کافی ہو گئی۔ گورسائی سے خاکسار اور مولوی عبد المجید صاحب شامل جلسہ ہوئے۔ بارہ بجے دن کو محمد شریف خاں صاحب معلم موصوف کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد طلباء نے نعت رسول سنائی۔ ملا اصغر صاحب اور مولوی عبد المجید صاحب نے تیس منٹ تقریر کی۔ ان کے بعد خاکسار نے حسب موقعہ امام الزمان کی شناخت پر تقریر کی۔ آخر میں صدر جلسہ نے جماعت کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں کو سراہتے ہوئے نہایت مؤثر طریق سے ایک گھنٹہ کی مدلل تقریر کی۔ جہاں آپ نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا وہاں آپ نے علماء احناف کے طرز عمل پر اظہار افسوس فرمایا۔ اس طرح جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار احمد دین از گورسائی (پونچھ)

تلاش

ہماری جماعت کے ایک رکن سید ظہور الحق صاحب کے داماد محمد تاج علی صاحب ایک لمبے عرصہ سے لاپتہ ہیں ان کی اہلیہ اور چار بچے بہت فکر مند ہیں۔ موصوف کچھ نا مساعد طبیعت کے ہیں۔ کچھ علم نہیں کہ کہاں چلے گئے ہیں۔ جماعت کے جس دوست کو ان کا علم ہو مہربانی فرما کر حسب ذیل پتہ پر مطلع فرما کر ممنون فرمادیں۔ خاکسار عبد المجید سیکرٹری امور عامہ جمشید پور

Abdul Majeed L/5 N= 72 Road No. 5 (رجنہ)

B. H. Area Kadam Jamshedpur

شفا خانہ احمدیہ قادیان

کے متعلق

ایک مؤقر رائے

احباب کو معلوم ہے کہ باوجود مالی مشکلات اور گوناگوں رکاوٹوں کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف ایک خیراتی شفا خانہ احمدیہ محلہ میں جاری ہے۔ اس کے متعلق جو تازہ رائے جناب چوہدری طیب حسین خان صاحب ڈپٹی منسٹر محکمہ صحت حکومت پنجاب چندی گڑھ نے تحریر فرمائی ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"ہسپتال اچھی حالت میں چل رہا ہے۔ اس کی صفائی کی حالت اچھی ہے اس شفا خانہ کے منتظمین جو خدمت قادیان کے لوگوں کی خاص طور پر اور گردو پیش کے دیہات کے لوگوں کی عام طور پر کر رہے ہیں وہ قابل قدر ہے"

اللہ تعالیٰ ہمارے شفا خانہ کی حقیر کوششوں میں برکت دے اور اس کو ہر اعتبار سے معیاری بنا دے۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

خبریں

طہران ۳ر ستمبر۔ ایران میں پرسوں رات جو خوفناک زلزلہ آیا تھا اس میں ہلاک شدگان کی تعداد غیر سرکاری اندازہ کے مطابق دس ہزار ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف ایک ہی قصبہ میں ۳ ہزار اشخاص ہلاک ہوئے۔ یہ موتیں قصبہ دارالصفا لائیں ہوئیں۔ جو قزوین اور ہمدان کے مابین واقع قصبہ ہے۔ یہاں ڈیڑھ ہزار اموات ہوئیں۔ قزوین تباہی والے علاقہ کا مرکز ہے۔ اور حکام ہر ممکن طریقہ سے وہاں ریلیف پہنچانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ بھونچال نے ۸ ہزار مربع میل علاقہ میں تباہی مچائی ہے۔ راجدھانی طہران میں بھی زلزلہ کے جھٹکے آئے تھے اور کئی جگہوں پر آگ لگ گئی۔ ۸ ہزار مربع میل کے علاقہ میں زبردست گھبراہٹ پھیل گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سڑکوں وغیرہ کے تباہ ہونے کی وجہ سے بعض علاقوں پر پہنچنا مشکل ہے۔ جن لوگوں کے مکانات زلزلہ میں تباہ ہونے سے بچ گئے ہیں۔ وہ بھی مکانوں کے اندر رہنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہر طرف کہرام بپا ہے۔ اور لوگ اپنے رشتہ داروں کے ماتم میں آہ و زاری کر رہے ہیں۔ ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ قزوین کے نزدیک ایک گاؤں کی ایک ہزار آبادی میں سے صرف ۷۰ اشخاص زندہ بچے ہیں۔ انہیں بھی ملبہ کے نیچے سے نکالا گیا۔

جکارتہ ۳ر ستمبر۔ آج پاکستان نے بھارت کو سخت مقابلہ میں دو گولوں سے شکست دے کر ایشیائی ہاکی چیمپئن شپ جیت لی۔ پاکستان نے پہلا گول کھیل شروع ہونے کے ۲۳ منٹ بعد کیا۔ کھیل شروع ہوتے ہی دونوں طرف سے ایک دوسرے کے گول پر جارحانہ حملے کئے گئے۔ پھر کھیل جم گیا اور گیند ایک کنارے سے دوسرے کنارے پہنچنے لگی۔

نئی دہلی ۲۰ر ستمبر۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج یہاں اعلان کیا کہ قیمتوں کے بڑھنے سے روکنے کے لئے ملک بھر میں کوآپریٹو سوسائٹیاں قائم کی جانی چاہئیں موجودہ حالات میں قیمتوں کے بڑھنے سے روکنے کا یہ ایک مؤثر طریقہ ہے۔ پنڈت نہرو جو کہ دو روزہ وزراء کانفرنس کا افتتاح کر رہے تھے نے کہا کہ ترقی پانے والی اقتصادیات میں کچھ حد تک قیمتوں کا بڑھنا لازمی ہے۔ لیکن قیمتوں کا تناسب حد سے زیادہ بڑھنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔ وزراء کانفرنس آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے وزراء نے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بلائی گئی ہے۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ نرخوں کو ایک مناسب سطح پر قائم رکھنا ایک بڑا مسئلہ ہے جو کہ ملک کے سامنے پیش ہے۔ اگر ٹیکس میں ایک آنہ کا اضافہ ہو۔ تو بعض اشیاء کی قیمتوں میں ۲ آنے اضافہ ہو جاتا ہے۔ انتظامیہ سطح پر لاکھوں پرچون فروشوں اور چھوٹے تاجروں کے مقابلہ میں تھوک فروشوں سے نپٹنا آسان ہو سکتا ہے پرچون فروشوں پر کنٹرول رکھنے کے لئے کوآپریٹو سٹور زیادہ مؤثر ذریعہ ثابت ہونگے پردھان منتری پنڈت نہرو نے کہا کہ کوآپریٹو سٹور دیہات میں ہر دلعزیز ہو رہے ہیں۔ اس امر کی کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی کہ یہ کوآپریٹو سٹور شہروں میں بھی کامیاب نہ ہوں۔

مغربی افریقہ میں ملازمت کا شاندار موقعہ

فری ٹاؤن۔ سیرالیون۔ مغربی افریقہ میں ایک احمدی ایم۔ اے پاس خواہ سیکنڈ کلاس ہو بطور استاد مطلوب ہے۔ پانچ چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ہوگی۔ خواہشمند احباب انچارج احمدیہ مسلم مشن فری ٹاؤن (سیرالیون) مغربی افریقہ سے خط و کتابت فرماویں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

احباب محتاط رہیں

ایک شخص محمد محسن خان نامی اپنے تئیں بڑے رئیس کا بیٹا ظاہر کرتا ہوا ہر طرح طرح کی چکنی چپڑی باتیں کر کے لوگوں کو ٹھگ رہا ہے۔ یہاں بھی بعض دوستوں کو کافی نقصان پہنچا کر اور دھوکہ دے کر گیا ہے۔ اب سنا ہے کہ وہ ٹکمگڑھ پہنچ گیا ہے احباب اس شخص سے پورے طور پر محتاط رہیں۔

خاکسار محمد سلیمان پراونشل امیر صوبہ بہار

ڈپٹی منسٹر پنجاب جناب چوہدری طیب حسین خان صاحب کی قادیان میں تشریف آوری

(بقیہ صفحہ اول)

اہتمام کیا گیا جو بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا (جلسہ کی تفصیلی رپورٹ علیحدہ درج ہے)

آپ ٹھیک ۶ بجے شام بذریعہ کار قادیان تشریف لائے۔ مہمان خانہ کے گیٹ پر آپ کا پُرجوش اور پُرخلوص استقبال کیا گیا۔ مہمان خانہ کا صحن رنگ برنگی جھنڈیوں سے آراستہ تھا مہمان خانہ کے کوارٹر میں تسلی بخش طور پر آپ کے آرام و قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ ترنگے جھنڈے سے مزین آپ کی سرکاری کار جونہی مہمان خانہ کے گیٹ پر رکی۔ حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر و صدر انجمن احمدیہ کے معزز ممبران اور درویشان کرام نے نعرہ ہائے تکبیر اور پُرجوش قومی نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ حضرت امیر صاحب محترم اور سلسلہ کے سرکردہ افراد نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے اور بڑے احترام کے ساتھ آپ کو قیام گاہ تک لے گئے جہاں آپ نے تھوڑی دیر آرام کیا۔ اور ہلکے ناشتہ سے فراغت کے بعد مسجد مبارک میں نماز مغرب و عشاء (جو جلسہ کے پیش نظر جمع کی گئی تھیں) میں شامل ہوئے۔

پونے آٹھ بجے سے ۱۰½ بجے تک آپ کی صدارت میں مقامی ڈاکخانہ اور منڈی کے قریب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پبلک جلسہ کا بابرکت پروگرام رہا وہاں سے فراغت کے بعد مہمان خانہ میں آپ نے جماعت کو مہمان نوازی کا موقعہ دیا۔

صبح سوا سات بجے جماعت کی طرف سے آپ کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی جس میں بعض مقامی سکھ اور ہندو معززین اور کانگرس کمیٹی قادیان کے عہدیداران بھی مدعو تھے۔ آپ نے مسجد اقصیٰ۔ منارۃ المسیح۔ مسجد مبارک۔ مقبرہ بہشتی اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کی اور احمدیہ شفا خانہ کا معائنہ فرمایا۔ اور اس کے حسن انتظام اور جماعت کی طرف سے اس خدمت خلق کے کام پر خوشنودی کے ریمارکس دیئے۔

آپ نے مقامی سرکاری ہسپتال و سابق شفا خانہ (نور) کا بھی معائنہ فرمایا۔ جہاں ہسپتال کے متعلق افسران نے اپنی مشکلات جناب ڈپٹی منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کیں جنہیں آپ نے غور سے سنا اور اُن کے ازالہ کے لئے بعض ہدایات دیں۔ ۸½ بجے آپ واپس روانہ ہو گئے۔ واپسی کے وقت آپ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ جماعت احمدیہ آپ کی اس تکلیف فرمائی اور جماعت کو مہمان نوازی کا موقعہ دینے پر تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور آپ کے حق میں دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور ملک و قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔